سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۲۰۹

عورت قرآن کی نظر

از

عالیجناب الحاج سید محمد رضا صاحب دام مجدہٗ (ریٹائرڈ
انسپکٹر پولیس) اورنگ آباد سریا ضلع شاہ آباد
بہار

تراجم قرآن پاک

کلام الٰہی کے حقائق و معارف کو تمام اقوام عالم تک پہونچانے کے سلسلے میں سردست اردو میں ہر پارے کا ترجمہ مع حواشی شایع ہو رہا ہے۔ اب تک تین پاروں کے ترجمے شایع ہو چکے اور چوتھے پارے کے ترجمہ کی کتابت بھی بحمد اللہ شروع ہو گئی ہے۔ قیمت فی پارہ آٹھ آنے علاوہ خرچ ڈاک ہے۔ ان تراجم کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے اگر صاحبان خیر توجہ فرمائیں تو جلد ہی اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا جا سکتا ہے جن حضرات کو اس منعم حقیقی نے توفیق دی ہے وہ اپنے مرحومین کے ارواح کو ایصال ثواب کے لئے ایک پارے کی اشاعت کا صرفہ جو تقریباً دو سو روپیہ ہوتا ہے مرحمت فرما کر ماجور ہوں۔ دیگر افراد جزو رقم سے بھی امداد فرما کر اپنے مرحومین کے لئے ایک خیر جاری کا سلسلہ قائم کر سکتے ہیں۔

الداعی الی الخیر

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ (نمبر ۴۰۹)

دعوتِ فکر

از

عالیجناب الحاج سید محمد رضا صاحب دام مجدہ
ریٹائرڈ انسپکٹر آف پولیس
قصبہ سریا ضلع شاہ آباد (بہار)

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ
قیمت پچاس نئے پیسے

مبارک ہیں وہ ہستیاں جنھوں نے قوم و مذہب کی خدمت اور وہ بھی لوجہ اللہ، اپنا مقصد حیات بنالیا ہے۔

ہمارے مشن کے لائف ممبر عالیجناب الحاج سید محمد رضا صاحب دام مجدہٗ ریٹائرڈ انسپکٹر آف پولیس کی ذات بھی ان ہی مقتدر افراد میں سے ہے۔ آپ برابر خدمت دین میں مشغول رہتے ہیں۔ زیر نظر رسالہ ممدوح نے پہلی بار خود اپنے صرف سے طبع کرا کے تقسیم فرمایا اور اب یہ اس رسالہ کا دوسرا اڈیشن ہے جو مشن کی جانب سے شائع ہو رہا ہے اور اس کے مصارف کا بار بھی ممدوح ہی نے برداشت فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

یقین ہے کہ ناظرین اس رسالہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور اس کی زیادہ سے زیادہ تعداد خرید فرما کر مفت تقسیم کریں گے اور عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں گے۔

الداعی الی الخیر
سید ابن حسین نقوی عفی عنہ
آنریری سکریٹری امامیہ مشن
لکھنؤ ۳
(ہندوستان)

محرم ۱۳۸۴ھ

پیش لفظ

اس کائنات میں بنی نوع انسان مختلف مذاہب کے قیود میں گرفتار ہوکر فرقہ در فرقہ ہو گئے ہیں جس سے انتشار و نفاق اور فساد کے سیاہ بادل دُنیا پر چھائے ہوئے ہیں، اگرچہ سب کا خالق و مالک ایک ہی ہے۔ ہر انسان کے وجود کا طریقہ ایک ہے، ہر انسان اسی ایک زمین کے اُوپر۔ ایک آسمان کے نیچے، ایک آفتاب و ماہتاب وغیرہ سے فیض یاب ہوتا ہے، مگر مذہب و ملت میں ایک دوسرے سے خلاف اور برسرِ جنگ رہتا ہے۔

یہ مختصر رسالہ ناظرین پر واضح کر رہا ہے اور دعوت فکر و نظر دے رہا ہے کہ عالمگیر اور حقیقی مذہب ہر انسان کے لئے کیا ہے۔

اس میں انگریزی وغیرہ کی عبارتیں ہیں۔ مگر سہولت کے لیے ہر ایک کا ترجمہ اس کے نیچے اُردو میں لکھ دیا گیا ہے۔

(الحاج) سید محمد رضا سریاوی

۷۸۶

الحمد للہ رب العالمین ۔ ذی العرش العظیم ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃ للعالمین الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ الطاہرین المعصومین ۔

باب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) خالق کون ومکان نے انسان کی خلقت مادہ سے کی جو کثافت سے ملبوس ہے، اور اس کو جوہر لطیف یعنی روح سے روشن کیا۔ روح کا معاون عقل وفہم وادراک کو مقرر کیا، اور مادہ کا ہمدوش اور پشت پناہ نفس کو بنایا، اور عمل کی راہ کا اختیار دیا، اور دنیا کو اپنی قدرت کی نشانیوں سے جگمگا دیا۔ یعنی اپنی صنعت اور قدرت کے ہر نقشہ میں روحانیت کی سطوت، اور مادیت کی دولت پیش کر دی۔ دنیاوی زندگی کو فانی، اور اخروی زندگی کو باقی بنایا اور متنبہ کیا (العنکبوت آیت ۶۴) وما ھٰذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لھو ولعب ط وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لوکانو یعلمون ۔ ترجمہ ۔ اور یہ دنیاوی زندگی تو کھیل اور تماشہ کے سوا کچھ نہیں، اور اگر یہ لوگ سمجھیں بوجھیں تو اس میں شک نہیں کہ ابدی زندگی تو بس آخرت کا گھر ہے (باقی لغو)

(۲) روحانیت اور مادیت کی جنگ میں جس انسان کی عقل یاور رہی اس کو دنیا اور آخرت کا ثمر حاصل ہوا، اور راہ مستقیم پر وہ ثابت قدم رہا۔ اگر اس جنگ میں مادیت نے فتح پاکر املاک عقل پر تسلط کر لیا تو وہ انسان راہ مستقیم سے اس قدر بہکا کہ اپنے معبود ہی کو بھول گیا اور اس کی ربوبیت سے انکار بھی کرنے لگا

اور قانون الٰہی کے خلاف راہ عمل اختیار کرلی یعنی جو انسان مادیت کی بدبو دار کیچڑ میں پھنسا اس کے لئے پیغام آیات قرآنی فرسودہ ہوا، اور ہوا و ہوس اسکا ماوا و ملجا بنا، بغض و حسد اس کی غذا، نفاق و فتنہ اس کا شیوہ، غیبت و افترا اس کی زبان کا مزہ، بازو کی قوت اور دولت اس کا آسرا، حرام کو حلال کرنا اور حقیقت پر ڈھول ڈالنا اس کا مشغلہ رہا۔ ایسے انسان کی فطرت طاغوتی ہوکر حقانیت کی روشنی سے دور، اور فرائض انسانیت کی اشرفیت اور اسکی قدر و قیمت سے بے بہرہ ہوجاتی ہے۔

(۳) انسان اگر غور و فکر کے دریا میں غوطہ زن ہو، اور آئے دن کے مشاہدات کو پیش نظر رکھے تو اسکو معلوم ہوجائے گا کہ فطرت ایک درس گاہ ہے اور سبق عبرت کے لئے معلم ہے۔

جب انسان دنیاوی عیش و مسرت ہی کو خوشنما باغ تصور کرتا ہے، اور اپنی برتری اور بزرگی، اور اعلیٰ پوزیشن اور منصب و امارت و حکومت قائم کرنے اور اسے ٹھوس بنانے کے لئے ہر جائز اور ناجائز طریقہ کا جال پھیلا کر راہ عمل اختیار کرتا ہے، دولت و ثروت کو حاصل کرنے میں ہر ممکن ذریعہ پر کامزن ہوتا ہی، ان راہوں میں شرک اور منافقت کی ظلمت میں مردم کشی کی حلاوت کے ساتھ خودی کی نخوت، اور فرائض کی بغاوت پر عمل کرتا ہے، مگر اغراض و مقاصد کے زیر نظر سکون قلب، اور دلی مسرت، اور قلبی راحت پراگندہ رہتے ہیں۔ اور جب فطرت کا طمانچہ پڑتا ہے، یعنی قویٰ اور حواس خمسہ، حافظہ اور حرارت قلب، اور دلی طاقت، جن کی صحت و آسودگی، اور چاشنی کے لئے اپنے کردار کو عقل اور روحانیت کے

خلاف بنا رکھا تھا، اور انسانیت کی اشرفیت سے جنگ کر کے فتح کا باجا بجاتا تھا، وہی اسکا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، یہی نہیں، بلکہ وہ گروہ اولاد واعزہ واحباب جنکی خاطر داری اور خوشنودی کے لئے قانون الٰہی سے گریز کر چکا تھا، وہ بھی قریب سے بعید ہو جاتے ہیں، اور وہ امارت ومنصب اور حکومت وثروت جن کے حاصل کرنے کے لئے خون انسان سے بھی دریغ نہ کیا تھا، وہ بھی شمع بے فانوس ہو جاتے ہیں، الحطاط کے زمانہ کا دور دورہ ہوتا ہے، تب کارخانۂ فطرت پر نظر پلٹتی ہے، اور پشیمانی کے ساتھ توبہ واستغفار کرتا ہے۔ معرفت الٰہی کا رجحان اور اس کی رضا کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، اور قول الٰہی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (ترجمہ۔ اس دن کو یاد کرو جب نہ اپنا مال کام آئے گا اور نہ اولاد سوائے عمل صالح کے) دہشت زدہ بجیپی محسوس کرتا ہے۔ اور جو ان تجربات کے بعد بھی مادیت کے گرداب میں رہا، اور دنیا وی چمک دمک سے بیدار نہ ہوا، وہ راہ فنا سے بقا تک خسارہ میں رہتا ہے۔ مگر کچھ ایسی صالح ہستیاں ہوئیں، اور ہیں جنھوں نے اوائل زندگی سے اس دنیا کو فانی گردان کر اس واحدہٗ لاشریک کے اصول اور مقرر کردہ قوانین کو بھی شاہ راہ عمل سمجھا۔

(۴) اس خالق ومالک حقیقی اور ہادی مطلق نے اپنی رحمانیت کے جوش میں انسان کو سُدھارنے اور راہ مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے لاکھوں ہادی (یعنی انبیاؑ ورسل) اس دنیا میں بھیجے اور ان ہادیوں کی ہدایت اور امداد کے لیے اول مخلوق یعنی وہ انوار طیبہ جن کو اپنی قدرت کا مظہر آئینہ بنا کر خلق کیا تھا، مقرر کئے اس کو غلو نہ سمجھیں ذیل کی تفصیل، جو حقیقت سے ملبوس ہے، یقین دلائیگی

کہ ان انبیاء اور رشیوں کی انھیں انوار طیبہ نے مشکل کشائی کی اور انھیں کے توسل سے اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا۔ اس لئے قبل اس کے کہ ان انوار قدسیہ کی جو مظہر و آئینہ قدرت الٰہیہ ہیں، ان کی ظاہری زندگی کے مختصر حالات لکھے جائیں۔ ماقبل کے واقعات تحریر کر رہا ہوں۔

باب دوم

ان انوار قدسیہ کی عظمت موجودہ تحقیقات کی روشنی میں

(۱) جولائی ۱۹۵۱ء میں جب روسی ماہرین وادی کوہ قاف میں معدنیات کی ریسرچ کر رہے تھے، ایک مقام پر چند لکڑیوں کے بوسیدہ ٹکڑے نظر آئے، ان ماہرین نے سطحی علامات سے یہ اندازہ کیا کہ یہ لکڑیاں کوئی غیر معمولی ہیں، اور پوشیدہ رازم اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ان جگہوں کی کھدائی ہوئی اور بہت سی لکڑیاں اور اہم اشیاء برآمد ہوئیں۔ ان میں ایک مستطیل تعویذ نما چودہ انچ لمبی اور دس انچ چوڑی لکڑی کی تختی ملی، باقی لکڑیاں تو مرور ایام سے بوسیدگی اور کہنگی اختیار کر چکی تھیں، مگر یہ تختی تغیرات سے محفوظ تھی۔ ۱۹۵۲ء میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو لباس تکمیل پہنا کر انکشاف کیا کہ یہ لکڑی حضرت نوحؑ کی معروف کشتی سے تعلق رکھتی ہے، جو کوہ قاف کی چوٹی جودی پر ٹھہری تھی۔ اور یہ تختی بھی جس پر کسی قدیم ترین زبان میں چند حروف کندہ ہیں، اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی۔ اب یہ امر تشنۂ تحقیق ہوا کہ اس پُر اسرار چوبی تختی اور اس پر لکھے ہوئے حروف کی کیا حقیقت ہے، چنانچہ سویت حکومت نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء میں ایک تحقیقاتی بورڈ قائم کیا جس میں حسب ذیل ماہرین تھے:۔

(۱) پروفیسر ماسکو یونیورسٹی شعبۂ لسانیات

(۲) ماہر السنہ قدیمہ لووہان کالج چائنا

(۳) خائرنگ، افسر اعلیٰ آثار قدیمہ

(۴) استاد لسانیات کیفرڈ کالج

(۵) ماہر آثار قدیمہ پروفیسر لائنن انسٹی ٹیوٹ

(۶) ناظم زنکومن ریسرچ ایسوسی ایشن

(۷) نگراں دفتر تحقیقات متعلقہ اسٹالن کالج۔

(۲) ان ساتوں ماہرین نے پورے آٹھ مہینے دماغ ریزی اور تحقیقات کے بعد اس پُر اسرار تختی کے متعلق یہ اعلان کیا کہ جس لکڑی سے حضرت نوحؑ کی کشتی تیار ہوئی تھی، اسی لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی ہے۔ اور نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں، تبرک اور تقدیس کے طور پر حصول، امن وعافیت اور ازدیاد برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا۔ تختی مذکو پر قدیم سامانی زبان کی ایک مختصر عبارت اور کچھ متبرک نام مرقوم ہیں۔ ماہرین نے آٹھ ماہ دماغی کاوش سے ان حروف کو بمشکل پڑھا، اور روسی زبان میں منتقل کیا جس کو مسٹر این ایف ٹامس ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ مینچسٹر انگلینڈ نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جو ذیل میں ہے۔

O, MY GOD MY HELPHER KEEP MY HAND WITH MERCY AND WITH YOUR HOLY BODIES:

MOHAMMAD

ALIA

SHABBAR

SHABBIR

FATMA

They are all biggest and honourable. They world istablished for Them. Help me by their name, you Can refoma light.

(اُردو ترجمہ) اے مرے خدا مری مدد کر۔ اپنے رحم و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ۔
اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل۔ محمدؐ۔ ایلیاؑ۔ شبرؑ۔ وشبیرؑ۔ فاطمہؑ۔
"یہ تمام عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں۔ تمام دنیا ان ہی کے لئے قائم کی گئی
ان کے نام کی بدولت مری مدد کر۔ تو ہی سیدھے راستہ کی رہنمائی کرنے والا ہے"۔
(ماہنامہ ماسکو بابتہ نومبر سنہ ۱۹۵۳ء) اخبار ویکلی میرر ۲۸ ردسمبر سنہ ۱۹۵۳ء لندن
روزنامہ الہدیٰ قاہرہ ۳۱ ر مارچ سنہ ۱۹۵۴ء لندن۔ ماہنامہ اسٹار آف بریٹنیا
ماہ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء مطبوعہ لندن۔ اخبار سن لائٹ مانچسٹر ۲۳ رجنوری سنہ ۱۹۵۳ء
اخبار ویکلی مرر لنڈن یکم فروری سنہ ۱۹۵۴ء)

(۳) جب یہ عبارت منظر عام پر آئی تو ملاحدہ و کفار و منکرین کی آنکھیں کھل گئیں
اور شدید حیرت میں مبتلا ہو گئے خصوصاً اس بات سے کہ کشتی کی تمام لکڑیاں خردہ اور
بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں، مگر نفوس قدسیہ خمسہ کے اسماء پاک : والی تختی ہزار ہا سال

گذرنے پر بھی بالکل محفوظ ہے، اور تغیرات ازمنہ اس کو کوئی ضرر نہ پہونچا سکے۔ سبحان اللہ و بحمدہ یہ تختی روس کے مرکز آثار و تحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔

(۴) کشتی نوح کے واقعہ کو ہزارہا ہزار برس گذر چکے تھے۔ قدرے معلوم تھا کہ یہ کشتی پہاڑ جودی پر ٹھہری تھی، مگر اسکی خبر نہ تھی کہ یہ مقام اس پہاڑ کے کس حصے میں ہے، مگر قادر مطلق نے اپنے محبوب کو (ورفعنا لک ذکرک) کی بشارت دیکر اہل عالم کو آگاہ کیا ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا اسم معظم ہمیشہ روشن اور بلند ہوتا رہے گا اور ان کا ذکر پاک کسی نہ کسی صورت سے زبان پر آتا رہے گا۔ دیکھا آپ نے کہ اس مسبب الاسباب نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ ان نفوس قدسیہ کے اسمائے گرامی ایک دفعہ پھر اپنے اعجاز و کرامات اور اپنی رفعت اور علویت کے ساتھ ابھریں، اور اس ملک میں نمایاں ہوں جو ہستی باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ اور ان کی زبان میں ان کا ذکر پاک ہو، جو اپنے خالق کا نام لینے سے بھی عاری ہیں۔ اور اس وقت کے واقعات یاد دلائے جس وقت ان نفوس کی خلقت ظاہری سے یہ ارض منوّر نہ ہوئی تھی۔ روس کی عظیم آبادی میں ایک کروڑ ۵ لاکھ ۸۰ ہزار مسلمان ہیں یقین ہے کہ ان انوار کی روشنی ان کے دلوں کو منور کرتی ہوگی۔

(۵) حضرت نوحؑ کی عمر قریب ۹۰۰ سال کی تھی اور تبلیغ اسلام میں طرح طرح کے ظلم برداشت کرتے رہے آخر تنگ آکر "رب لا تذر" کے مہیب الفاظ میں بددعا کی الٰہی ایسا طوفان نازل کر اور ایسے سیلاب کو عذاب مہیب کا جامہ پہنا کہ ان کا فردں میں سے ایک بھی بچ نہ نکلے۔ دعا قبول ہوئی۔ آپ نے ایک کشتی قریب بارہ برس میں

تیار کی۔ جب تیاری کشتی میں مصروف رہتے، کبھی آہ وزاری کرتے، اور کبھی آنسو بہاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔ (ترجمہ عربی کا) "خداوند اپنی رحمت سے مجھے محفوظ رکھ۔ الٰہی مجھے نجات دے اور عافیت بخش۔ اے اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ اور اپنے آخری نبیؐ کے وسیلہ سے اور اپنے پہلے امامؑ کے وسیلہ سے جس کا بزرگ نام ایلیاؑ ہے اور دونوں جہان کی سردار سیدہؑ کے وسیلہ سے، اور دونوں شہیدوں کے وسیلہ سے اور اس معصوم بچہ کے وسیلہ سے جس کی گردن تیر سے زخمی کی جائے گی۔ اس پاک بی بی کے وسیلہ سے جس کے سر پر کوئی کپڑا نہ رہے گا۔ تمام معصومین اور مظلومین اور پاک ہستیوں کے وسیلہ سے۔

(۱) مراۃ الاتیق فی تحقیق عتیق مؤلفہ ابن سراج اصفہانی مطبوعہ بغداد۔

(۲) کتاب العجائب مصنفہ عبدالبر القرائی العراقی۔

(۳) نوادر التحقیق مؤلفہ محمد نذیر العلوبی۔

(۴) اعجاز انبیاء مصنفہ سرہدی مطبوعہ ایران۔

(۵) کتاب آثار المغربیہ مصنفہ ابوالفتح زنجانی۔

(۶) اخبار الآثار مطبوعہ مصر۔

(۷) سیرۃ المرسلین مؤلفہ کبیر خان شیرازی مطبوعہ ایران۔

نوٹ:۔ ظاہر ہے کہ ان ذوات کے وجود اور ان کی بزرگی وعظمت اور اُن پر مظالم کا علم، انبیائے ماسلف کو تھا اور وہ ان ہی کے وسیلہ کو صحیح سمجھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سابق الوجود اور خدا کی اول مخلوق و محبوب تھے۔

(۶) طوفان اور سیلاب آیا، حق کی غیرت جوش میں آئی، سیلاب نے دنیا کو اپنی

لپیٹ میں لے رہا تھا مخلوق ڈوبتی جا رہی تھی، اور نوحؑ "یا ربی و رب السموات والارض" "یا محمدؐ سید الکونین والثقلین۔ یا ایلیؑ امام الدارین" کہہ کر اپنے رفقائے خاص کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے۔ نوحؑ کی کشتی عالم عصیان وعدوان اور اس کے عبرتناک سزایابیوں کے مناظر دیکھتی ہوئی بالآخر وقت معینہ پر مقام مخفقہ پر پہونچی۔ اللہ کا نبیؑ اپنے ساتھیوں سمیت اُترا، وہ شکر اور حمد و ثنا میں یوں لب کشا ہوا "الٰہی میں تیری بے حساب تعریف کرتا ہوں پروردگارا تیرا بے شمار شکر ہے۔ تو نے مجھے عذاب سے بچایا۔ اور تیرے رسول محمدؐ کا بھی شکر گذار ہوں اور اس ایلیاؑ کا بھی شکریہ جس نے مدد فرمائی وہی ایلیا جو تیرے گھر میں پیدا ہوگا، اور تیرے نبی محمدؐ کی بیٹی کا بھی شکریہ اور ان کے دونوں بیٹوں کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے میری امداد کی" (منقول از جواہر الادعیہ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۹ء ۲ تاریخ عالم از اعجاز یزدانی مطبوعہ بمبئی ۱۹۱۲ء)

باب سوم

(۱) جب ۱۹۱۶ء میں جنگ عظیم اول قیامت کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ بیت المقدس کے چند میل دور ایک چھوٹا سا گاؤں ادمترہ نامی سے ایک ذبحی دستہ کا گذر ہوا۔ وہاں ایک ٹیلہ سے عجیب چمک نکلتی دکھلائی دی۔ وہ دستہ اس نرالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا اور دیکھا کہ یہ ٹیلہ امتداد زمانہ سے شق ہو چکا ہے اور اس کے دراڑوں سے حیرتناک روشنی نکل رہی ہے۔ ذبحیوں نے اس مقام کی کھدائی کی۔ چار گز کی گہرائی میں چاندی کی ایک مربع لوح نظر آئی

جس سے روشنی کی سفید شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر تحیرّ و استعجاب میں مبتلا کر رہی تھیں۔ اُنھوں نے نقرئی لوح کو جو پون گز لمبی نصف گز چوڑی تھی باہر نکالا۔ روشن شعاعوں کا اخراج بند ہوگیا۔ وہ لوح کو لیکر اپنے افسر اعلیٰ میجر اے این گرنڈل کے پاس پہونچے۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کا معائنہ کیا تو مبہوت ہوگیا۔ اس کا حاشیہ گراں بہا جواہرات سے مرصع تھا اور درمیان میں طلائی حروف تھے۔ جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم ہوتے تھے۔ میجر نے سمجھا کہ یہ لوح کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ یہ اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت و اہمیت اور تقدیس و تحریم رکھتی ہے۔ یہ لوح دست بدست افسر انچارج فوج برطانیہ جنرل ڈی اوکنڈستون کے پاس پہونچی۔ اس نے اس لوح کو برطانیہ کے ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء میں اس لوح کے متعلق تحقیق اور تدقیق کے لئے ماہر السنہ قدیمہ کے خصوصی (ایکسپرٹ) کی ایک کمیٹی قائم ہوئی اس کمیٹی میں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور بعض دوسرے ممالک کے ماہرین نے شمولیت کی۔ کئی ماہ کی دیدہ ریزی و دماغ سوزی و کاوش شدیدہ اور محنت شاقہ کے بعد آخر یہ راز کھلا کہ یہ وہ مقدس لوح ہے جو لوح سلیمانؑ کہلاتی ہے اور اس پر جو الفاظ منقش ہیں وہ قدیم عبرانی زبان کے جو زبور اور غزل الغزلات (حضرت سلیمانؑ) میں استعمال ہوئی تھیں۔ ۳۱ جنوری ۱۹۲۰ء کی صبح کو اس کمیٹی نے ان صدیوں کے سر مکنون اور راز مکتوم کو منکشف کیا۔

(۲) لوح مقدس کے الفاظ کا ترجمہ:۔ (اللہ) (احمدؐ) (ایلیؑ) (باتولؑ) (حاسنؑ) (حامینؑ)۔ یا ایلی الصطاہ (یا علیؑ مدد کر)

یا احمد مقدا (یا احمدؐ پہونچو) یا باھتول اکاشئی (یا بتولؑ نگاہ رکھو)
یا حاسن اضومطع (یا حسنؑ کرم فرماؤ) یا حامین بارنو (یا حسینؑ خوشی بخشو)
ایلی ایلی (یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ) اور اللہ کی قوت علیؑ ہے۔ (حضرت
سلیمانؑ ان پانچوں سے اپنی فریاد کر رہے ہیں)

(۳) اس نقرئی لوح مقدس کے الفاظ کا محقق ہونا اور پایہ تکمیل کو پہونچنا تھا
کہ احمدؐ اور علیؑ اور بتولؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے اسمائے مبارک پڑھ کر ارکان کمیٹی
کی آنکھیں کھل گئیں فیصلہ یہ ہوا کہ اس پاک لوح کو برٹش شاہی عجائب خانہ
برطانیہ کی زینت بنایا جائے لیکن جب انگلستان کے لارڈ پادری کو یہ اطلاع
ہوئی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی، اور یکم مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک خفیہ
حکمنامہ تحریر کیا جس کا خلاصہ یہ ہے:۔ اگر یہ لوح کسی میوزیم یا کسی ایسے مقام پر
رکھا گیا جہاں عوام اور خاص کی آمد ورفت رہتی ہے، تو مسیحیت کی بنیادیں
متزلزل ہو جائیں گی، اور عیسائیت کا جنازہ خود ان کے کندھوں پر
اٹھ جائے گا۔ لہذا بہتر ہے کہ اس کو کلیسا کے فرنگ کے خفیہ مخصوص کمرہ میں رکھا
جائے، جہاں اسقف اور اس کے راز دانوں کے سوا کسی کی نگاہ نہ پڑ سکے۔ چنانچہ
اس وقت سے یہ لوح اسی مخصوص کمرہ میں ان انوار کا نور پھیلا رہی ہے۔

حوالہ:۔ (۱) ونڈرفل اسٹوری آف اسلام مصنفہ کرنل پی سی۔ ایلے لندن
صہ ۲۴۹ (۲) رسالہ تحقیقات عربیہ مؤلفہ ابو حسن شیرازی صہ ۲۱ تا ۲۲

(۴) اس لوح مقدس کی باتیں چل رہی تھیں اور نسیم سحری اور شمیم گلشن
کی طرح متعدد افراد تک پہونچ گئیں۔ بھلا کس کی مجال ہے کہ وہ نفوس قدسیہ

خمسہ کے روشن چراغوں کو کفر کی پھونکوں سے بجھا سکے۔ اس وقت لوگوں میں اس لوح مقدس کے بارے میں جو چہ میگوئیاں شروع ہوئیں اس کا ایک ہلکا سا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

ٹامس۔ ولیم! تم نے چاندی کی تختی والی خبر سنی ہے۔

ولیم۔ جی ہاں سنی اور حیرت سے سنی۔

ٹامس۔ پھر تم نے کیا رائے قائم کی۔

ولیم۔ یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ہمارے مذہبی رہنماؤں کی رائے کچھ بھی ہو مگر میں تو ....

ٹامس۔ ہاں ہاں کہو تو تم رک کیوں گئے ہر شخص کو اپنے ضمیر کی آزادی حاصل ہے۔ بولو اور بے تکلف بولو۔

ولیم۔ میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے کہ اسلام سچّا دین ہے، اور آخر وہی غالب آئے گا۔

ٹامس تم غور کرو کہ پچھلے پیغمبروں نے ہزاروں برس پہلے اس آنے والے ختم المرسلین، اور خدائی طاقت رکھنے والے اقربائے محمدؐ کی نہ صرف خبر ہی دی ہے بلکہ ان سے فریادیں بھی کی ہیں، اور مدد بھی چاہی ہے، اور برا نہ مانو تو یہ سچ ہے کہ ہمارے بائیبل میں بھی ایسی بہت سی پیش گوئیاں موجود ہیں، جن سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ محمدؐ آخری نبی، اور علیؑ ان کے نائب ہیں، اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے مثل ہے، اور لازوال ہے، اور عجیب و غریب فضائل و مراتب والے ہیں۔

ٹامس۔ واقعی درست کہہ رہے ہو، اگر تعصّب کی عینک ہٹا کر دیکھا جائے تو سابقہ کتب سماوی، یعنی زبور۔ توریت اور انجیل سے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے پھر اسلامی تاریخ کو پڑھو اس میں علیؑ اور حسینؑ کی شجاعت کے جوہر، اور

ہوشربا کارنامے درج ہیں۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر خدائی طاقتیں بھی تھیں، جو بشری طاقت سے بالاتر ہیں۔

ولیم۔ دنیا نہ مانے تو نہ مانے مگر ذات خدا ان کی مدح کر رہی ہے، میں نے بڑی مدت سے سُن رکھا ہے کہ قرآن میں محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ کی بزرگی اور تقدیس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، اب ہم لوگوں کو غور کرنا ہے کہ ہم کون سا راستہ چلیں، مسیحیت کی لکیر پیٹتے رہیں، یا تلاش حق کے لئے اور میدان میں ہاتھ پاؤں ماریں۔

ٹامس۔ بھائی ولیم تم مانو یا نہ مانو میں تو مسلمان ہو گیا، آج سے مجھے اسلام اور ان پنجتن پاک کا جن کے مقدس نام چاندی کی پاک تختی پر مرقوم ہیں بے دام غلام سمجھو۔

ولیم۔ پھر دیر کیا ہے چلو کسی اسلامی ملک میں چلیں اور کلمہ پڑھیں۔

ٹامس۔ اچھا یہ بات! کیا واقعی۔

ولیم۔ ہم لوگوں کو کسی اسلامی ملک میں جانے کی ضرورت نہیں ایران کے ایک مجتہد صاحب بنوکیسل آئے ہوئے ہیں چلو ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیں۔

یہ کہہ کر دونوں خوش نصیب بنوکیسل روانہ ہو گئے اور مولانا حسن مجتبیٰ صاحب طہرانی کی خدمت میں پہونچکر دولت اسلام سے مالامال ہوئے، ٹامس کا نام فضل حسین ہوا، اور ولیم کا نام کرم حسین رکھا گیا۔ اس کے دو برس کے بعد حج بیت اللہ اور زیارت کربلائے معلیٰ سے مشرف ہوئے۔

(۱) ماخوذ از مسلم کرانیکل لندن ۳، دسمبر ۱۹۲۶ء (۲) رسالہ اسلام دہلی فروری ۱۹۲۷ء۔

(۵) یہ قانون فطری بن گیا ہے، اور اس پر تاریخ کی شہادت ثبت ہے، کہ انسان اس کائنات میں جس ملک اور جس قوم قبیلہ میں پیدا ہوتا ہے، وہ اس ملک وقوم کی فضا میں سانس لیتا ہے، اور اسی گود میں پرورش پاتا ہے، ویسی ہی تعلیم وتربیت ہوتی ہے، اس لئے اسی روش پر اس کا دین و مذہب ہوتا ہے، اور وہی ان کی معاشرت ہوتی ہے، غیر ملک اور غیر قوم کے عادات و مذاہب و معاشرت ان کی فطرت کے منافی ہو جاتے ہیں۔ ان کے نظریہ اور عقیدہ میں غیر دین و مذہب و ملت، اس قدر قابل نفرت ہوتا ہے، کہ اس کے خلاف وہ اجتہاد ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے نشانات مٹانے کے لئے جان تک کا سودا کرتے ہیں، اور اس کے نشر و اشاعت کرنے والے کو ہر قسم کی مصیبت اور مظالم میں گرفتار کرتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو انبیاء سلف کو تبلیغ راہ حق میں طرح طرح کے مصائب و آلام نہ جھیلنے پڑتے اور دل تنگ ہو کر بد دعا نہ کرتے، ہاں کچھ نفوس ایسے ہوتے ہیں جو مادیت اور تعصب کے پردہ کو چاک کر کے تشنہ تحقیقات حق ہوتے ہیں اور غور و تفحص کے میدان میں رہوار تحقیقات کو جولان کرتے ہیں، ان کو حقیقت کی راہ کی روشنی ملتی ہے، اور اس سرّ مکتوم کو آشکار ہونے میں دیر نہیں لگتی کہ معرفت ادیان و مذاہب اور ان کے پیشوائے دین کا مرکز امید اور ذریعہ نجات کسی نہ کسی عنوان سے وہی انوار خمسہ ہی رہا ہے، اور ہر مصیبت و ابتلا میں اور ہر رنج و بلا میں مخلصی حاصل کرنے کے لئے ایلیا یعنی علیؑ کا سہارا رہا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی چاندی کی لوح مقدس سے اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے (حضرت سلیمانؑ) پنجتن پاک سے فریاد کر کے، اور ان کے وسیلے سے اپنی دعا قبول

کرائی ہے، اور انھیں کو وسیلۂ نجات فرمایا ہے اور حضرت علیؑ کو اللہ کی قوت بتایا ہے ؎

علیؑ کا نام بھی نام خدا کیا راحت جاں ہے
عصائے پیر ہے تیغ جواں ہے حرز طفلاں ہے

باب چہارم

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر کے صحیفہ زبور کے چند سطور جو قدیم عبرانی زبان میں مذکور ہیں اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو (از ایلیا۔ حکیم محمود گیلانی)

(ترجمہ) "اس ذات گرامی کی اطاعت کرنا واجب ہے جس کا نام "ایلی" ہے اسکی فرماں برداری ہی سے دین اور دنیا کے سب کام بنتے ہیں، اس گراں قدر کو حدار (حیدرؑ) بھی کہتے ہیں، جو بیکسوں کا سہارا۔ شیر بر، بہت قوت والا اور کعابا (کعبہ) میں پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا دامن پکڑنا، اور اس کی فرماں برداری میں ایک غلام کی طرح رہنا، ہر شخص پر فرض ہے۔ سن لو جس کو کان ہے، سمجھ لو جس کا دماغ ہے، سوچ لو جس کا دل ہو، کہ وقت گذر گیا تو پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اور مری جان اور مرے جسم کا تو ایک وہی سہارا ہے"

زبور قدیم کے مذکورہ بالا احکام و ہدایات ظاہر کر رہے ہیں کہ حضرت داؤدؑ نے علانیہ، اور صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ وہ علیؑ جن کو حیدرؑ بھی کہتے ہیں، وہ مقدس ہستی خانہ کعبہ میں پیدا ہوگی۔ شیر بر (اسد اللہ) بہت قوت والا ہے۔ علی القوی۔ اس کی اطاعت و متابعت دین و دنیا کی کامیابیوں کی کلید ہے، اور باعث بخشش و نجات ہے۔ اس کی غلامی اختیار کرنے سے ہر کام صحیح انجام کو

پہونچتا ہے، ہر مشکل ومصیبت میں وہی دستگیر بنتا ہے، بیکسوں کا سہارا ہے، میری جان اور میرا جسم (یعنی حضرت داؤدؑ) تو اسی کے سہارے قائم ہے۔ جناب داؤدؑ نے متنبہ کیا ہے کہ جو شخص وقت کو ضایع کر دیگا، اور ان کا (حضرت علیؑ) کا مطیع نہ بنے گا، وہ دنیا وآخرت میں ہر جگہ پچھتائے گا۔

زبور کی مذکورہ بالا عبارت جس کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے، اس قدیم نسخہ سے ماخوذ ہے جو اس وقت قلمی صورت میں پادری احمد الدمشقی کے قبضہ میں ہے مفتی مصر کا بیان ہے کہ انھوں نے یہ نسخہ دیکھا ہے اور اگر اس کو منظر عام پر لایا جائے تو مسیحیت کی عمارت مسمار ہو جائے گی۔

(رسالہ الحرم قاہرہ۔ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ)

(۲) ایک جگہ زبور میں حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے عالم کا نبیؑ بتلایا ہے۔

"He Commeth to Judge the earth with righteousness. Shall he Judge the world and people with equity."

(ترجمہ) وہ زمین کی عدالت کرنے آرہا ہے وہ صداقت سے سارے عالم کی اور راستی سے قوموں کی عدالت کرے گا۔ (انور-۹۸-۹)

(۳) انجیل (جون ۱۴-۳)

Here after I will not take much with you for the prince

of this world Commeth and hath nothing to me.

(اے بنی اسرائیل) اس کے بعد تم سے اور مجھ سے زیادہ گفتگو نہ ہوگی اسلیئے کہ اب سارے جہان کا شہزادہ آ رہا ہے۔ مجھ میں اس کی کوئی کچھ نہیں (یعنی مجھ سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں) یہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ارشاد کیا تھا اس لیے وہ جون بپٹیسٹ John Baptest کہلاتے ہیں انھوں نے ہمارے حضور شہزادہ عالم کی ان الفاظ میں خبر دی ہے۔

(۴) مرقس ۱۔۷

And preached saying there Commeth one mighter than I after me the latches of whose shoe I am not worthy to stop down and unlose.

"اور (یحییٰ ؑ) منادی کرتا ہے کہ میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے۔ جو مجھ سے قوی تر ہے میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اسکی جوتیوں کا تسمہ کھولوں"

(۵) (پطرس ۵۔۴)

And when the chief Shepard shall appear. ye – shall receive a Crown of glory that fadeth

not away.

(ترجمہ) اور جب سردار گلہ بان ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایک ایسا سہرا ملے گا جو مرجھانے کا نہیں۔

(۷) انجیل مقدس نے اللہ کے حبیبؐ کو شہزادۂ عالم تبلایا ہے (اوپر پارہ ۳ دیکھئے) جب شہزادہ لکھا تو سلطنت بھی ہونی چاہیئے۔ انجیل مقدس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے حضورؐ کو شہزادہ، سلطنت الہیہ کا مالک لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ حضورؐ کی تشریف آوری کی خبر ان الفاظ میں دے رہے ہیں۔

From this time Jesus began to preach and to say, Repent for the Kingdom of heaven is at hand.

(ترجمہ) اس وقت سے یسوعؑ نے منادی کردی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے (متی ۴-۱۷)

And Saying (chrest) the time is fulfilled and the Kingdom of God is at hand, Repent ye and belive the gospal.

(ترجمہ) "اور یسوعؑ نے کہا کہ وقت پورا ہوگیا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی۔ توبہ کرو اور خوشخبری (آنیوالے شہزادہ کی) مانو" (مرقس ۲-۱۵)

حضرت عیسیٰ نے آنحضرتؐ کے آنے کی پیشین گوئی کی ہے، اور اپنا اُن سے درجہ میں کوئی تقابل نہیں کیا ہے، اور کہا ہے کہ وہ سارے جہان کا شہزادہ ہوگا یعنی حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کے شہزادہ تھے اور آنحضرت کُل اقوام و ملل کے شہزادہ ہوں گے، اور توبہ کرو۔ اور آنحضرتؐ کے مطیع رہو۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ جلال کا ایسا سہرا اُن کے ظہور کے بعد ملے گا کہ وہ کبھی مرجھائے گا نہیں۔ یعنی کلام پاک جو سراپا جلال و معجزہ ہے۔

(۷) کلام پاک نے بھی ان اقوال کی تصدیق کی (دیکھو سورۃ الصفٰت آیت ۶-۷-۸-۹) ترجمہ یہ ہے "(یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا۔ اے بنی اسرائیل میں تمھارے پاس خدا کا بھیجا ہوا (آیا) ہوں (اور) جو کتاب توریت میرے سامنے موجود ہے، اسکی تصدیق کرتا ہوں، اور پیغمبر جن کا نام احمدؐ ہوگا میرے بعد آئیں گے ان کی خوشخبری سُناتا ہوں۔ تو جب وہ (پیغمبر احمدؐ) ان کے پاس واضح و روشن معجزے لیکر آیا تو وہ کہنے لگے، یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، اور جو شخص اسلام کی طرف بلایا جائے اور وہ (قبول کے بدلے اُلٹا) خدا پر جھوٹ (طوفان) جوڑے، اس سے بڑھکر ظالم اور کون ہوگا۔ اور خدا ظالم لوگوں کو منزل مقصود تک نہیں پہونچایا کرتا۔ یہ لوگ اپنے منہ سے (پھونک مارکر) خدا کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا۔ اگرچہ کفار برا ہی (کیوں نہ) مانیں۔ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو اور تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکین بُرا ہی (کیوں نہ) مانیں!!

سرسری طور سے ان آیات قرآنی سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ (۱) حضرت عیسیٰ سے

تصدیق کرائی ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت احمدؐ مبعوث ہوں گے اور وہ نور ہوں گے جن کو مشرکین و کفار بجھانا یعنی قتل کرنا چاہیں گے، مگر اللہ وعدہ کرتا ہے اکہ وہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا

(۷) اور اللہ نے رسول اکرم کو ایسا سچا دین اسلام دیکر بھیجا ہے جو تمام ادیان پر غالب ہوگا یعنی ہر زمانہ کے دین سے بہتر ہوگا۔ دوسری جگہ اللہ نے صاف الفاظ میں کہا ہے ۔"ان الدین عند اللہ اسلام"

(۸) پھر صحیفہ سابقہ پر نظر کیجئے (حضرت دانیال کا قول) And to Seal up the vision and prophecy وہ ہی نبوت اور رسالت پر مہر لگا دے گا۔ یعنی اس پر نبوت و رسالت ختم ہو جائیگی۔

(دانیل ۲۴-۲-۹)

(۹) توریت شریف۔

And as for Ismail, have heared the behold I have blessed him and will make him fruitful and will Multiply him exceedingly, twelve Princess shall be bego I and I will make him a great nation.

(ترجمہ) "اور میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی۔ دیکھ میں اسے

برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ شہزادے پیدا ہونگے اور میں اس کو بڑی قوم بناؤں گا توریت کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۰)

(۱۰) اسی توریت شریف میں ہے (کتاب یرمیاہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے)

The Lord God of hearts hath a Sacrifice in the nothern Country by the river Rupherates.

(ترجمہ) خداوند رب الارواح کے لئے شمالی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ایک ذبیحہ ہے۔

ان دونوں آیات توریت شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بارہ امام (بارہ شہزادے) پیدا کرنے کی اطلاع اور ذبیحہ کربلا کی اطلاع ہزاروں سال قبل کردی تھی۔

باب پنجم

(۱) ہندوستان کے رشیوں اوتاروں کی دعائیں اور ان کے اقوال جو ذیل میں درج ہیں ملاحظہ ہوں۔

پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں جب سری کرشن جی مہاراج کورکشیتر کے میدان میں تشریف لاتے ہیں تو انھیں معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کے طرفدار تو محض مٹھی بھر ہیں مگر پرستار باطل کی ٹڈی دل لشکروں سے زمین پٹی پڑی ہے کرشن جی

مہاراج اپنے سرفردشوں کو ضروری اُپدیش دینے کے بعد تخلیہ میں جاتے ہیں اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے زمین بوس (سجدہ) ہو کر دعا مانگتے ہیں۔

"اے پرمیشور اسنسار پریم آتما! تجھے اپنی ذات کی قسم جو آکاش اور دھرتی کا جنم کارن ہے اور اسکی قسم جو تیرے پیارے کا پیارا! تیرے پرتم کا پرتم ہے۔ اسکا واسطہ جو اہلی (علیؑ) ہے جو سنسار کے سب سے بڑے مندر میں کالے پتھر کے نزدیک اپنا چمتکار دکھائیگا۔ تو میری منتی سن۔ چھوٹے رکششوں کو نشٹ کر اور سچّوں کو فتح دے۔ اے ایشور۔ ایلا۔ ایلا۔ ایلا"

(رسالہ کرشن بنتی مولفہ پنڈت رام دھن ص۶۲ شایع کردہ شاگری لپنڈکالیہ دہلی) مطبوعہ ۱۹۳۱ء۔

(۲) کرشن جی مہاراج کے ان دعائیہ فقروں کے ایک ایک لفظ پر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ وہ کس خوش اسلوبی اور کس لجاجت وبے حجابی اور بکاوتفرع سے آکاش اور دھرتی کے جنم کارن یعنی خالق ارض وسما (اللہ) کو پکار رہے ہیں پھر زینت ارض وسما کے پیارے کے پیارے محبوب رسول اکرمؐ اور اس کے پریتم (حبیبؐ کے پیارے) کی قسم دے رہے ہیں، اس کے بعد اسکا واسطہ دے رہے ہیں، جس کا نام وہ اہلی کہتے ہیں (یہ سنسکرت کا ایک قدیم لفظ ہے جو عربی کے علی یا عالی کے ہم پلہ ہے) اس کے بعد کرشن جی اس اسم گرامی (اہلی) کی خود ہی تصریح بھی کر دیتے ہیں کہ وہ سنسار کے سب سے بڑے مندر میں (قبلہ وکعبہ حرم محترم کالا پتھر (حجر اسود) کے نزدیک اپنا چمتکار (جلوہ یا معجزہ) دکھلائے گا آخر میں انھوں نے تین بار ایلا۔ ایلا کہا ہے۔

(۳) کرشن جی کا قول بالکل صحیح ہوا جب کہ حضرت علیؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ اسی خانہ کعبہ میں کالا پتھر (حجر اسود) اپنی کرامت ظاہر کر رہا ہے۔ حضرت علیؑ کی ولادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کی والدۂ محترمہ جن کی ولادت کی صعوبت کا پورا تجربہ تھا، اور جن کا گھر ہر صورت سے امن وسکون سے پُر، اور آسودہ تھا، جب آپ کی ولادت کے آثار پیدا ہوئے، تو ایک خدائی جذبے، ان کو اپنے مکان سے لاکر خانہ کعبہ کی پشت کی دیوار کے نزدیک کھڑا کر دیا۔ خانہ کعبہ میں دروازہ موجود تھا مگر اس جگہ پشت خانہ کعبہ پر دیوار شق ہوئی، اور دروازہ کی شکل بن گیا۔ آپ کی والدہ اندر تشریف لے گئیں، اس کے بعد دیوار برابر ہو گئی۔ اندر خانہ کعبہ کے آپ کی ولادت ہوئی۔ تین روز تک ہیں مقیم ہو کر مالک خانہ کعبہ کی مہمان رہیں، ہر نجاست سے پاک۔ جب باہر نکلنا چاہا تو پھر دیوار شق ہو کر دروازہ بنی، اور آپ مع بچہ (حضرت علیؑ) باہر آئیں۔ خانہ کعبہ کا اصل دروازہ بند تھا لوگوں نے اس راز کو دیکھنے کے لئے دروازہ کھولنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر نہ کھلا، جوانی میں حضرت علیؑ نے کعبہ کو بُتوں سے پاک کیا۔ انھیں چمتکار یعنی معجزہ کے بارے میں کرشن جی نے اپنی دعاؤں میں صاف طور سے بیان کیا ہے۔

(۴) جب کہ کرشن جی مہاراج کو خدا اور رسول (محمدؐ) اور آپ کے ولی (علیؑ) پر ایمان اور اعتقاد تھا، تو ضروری ہے کہ انھوں نے اپنے خاص چیلوں اور مُریدوں کو اپنے اعتقاد اور ایمان کے مطابق (اُپدیش) ہدایت دیئے ہونگے، اور اپنے کو اشور (خدا) منوانے کی ہرگز کوشش نہ کی ہوگی اور اپنی مورتی کی پوجا کے لئے بھی انھوں نے ہدایت نہیں کی ہوگی۔ مگر لیل ونہار کی گردش نے ان کی تعلیم کو اور ان کے عقیدہ کی روشنی کو ظلمت میں ڈال دیا۔ حضرت علیؑ کے زمانہ میں جاٹھ (ہندوستان)

آپ کے ساتھ تھے۔ جنگ جمل میں بصرہ کے خزانہ کی نگرانی وحفاظت انھیں کے حوالہ حضرت علیؑ نے کردی تھی۔ معرکہ کربلا میں بھی دت (Dutta) قوم کے کچھ لوگ حضرت امام حسینؑ کے صحابی تھے، اب بھی ہندوستان (بنارس وغیرہ) اور پاکستان (پنجاب وسرحد) میں حسینی برہمن کا گروہ موجود ہے، اور وہ محرم میں شہدائے کربلاؑ کا اعلیٰ پیمانہ پر غم مناتے ہیں، اور ان کی یاد تازہ کرکے اپنے عمل کو درست کرتے ہیں۔

باب ششم

(۱) سری مہاتما بدھ جی مہاراج کے واقعات، بدھ ودیا کے ایک گیانی شاستری کا بیان دیکھیے (مسٹر ایل۔ کے بھٹناگر۔ ایم۔ اے۔ آئی۔ آئی۔ ایس۔) اپنی ایک تصنیف "بودھیا چمتکار" مطبوعہ انکار پسند کالیہ کانپور ۱۹۲۷ء میں لکھی ہے۔

"سری مہاتما بدھ جی کو آہنسا اور جیون رکھشا (جانوروں کی حفاظت) سادھوتا (فقیری اور درویشی) اور ویدانت (اتحاد مذہب) اور ان کی من پرکاشا (روشن ضمیری) اور یوگ جوگ (محویت وعبادت) اور دوسرے ائمہ کی ودیا روحانی انقلاب کا یا کلپی کتھاؤں (واقعات قصہ وکہانی نیو جیون وڈیا (علم وعرفان) اور ان کے شاستروں سے (کتب علم مذہبی) ملتی ہے۔

ایک دن سری بدھ بھگوان (قابل پرستش) مہاتما جی اپنے محل میں سوئے تھے کہ یک بہ یک چیخ کر اٹھ بیٹھے۔ ان کے نینوں سے آنسو کی بڑی بڑی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ اور وہ کسی بڑے ہی دکھ یا کلیس (رنج والم) میں دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی چیخ سن کر ان کا وڈیا منتری (وزیر تعلیم) بھی چونک کر اٹھ بیٹھا۔ جو ان کے پاس

ہی نندا (سوتا) کر رہا تھا۔ اس نے بڑے پریم سے کھا پنا دیجر پوچھا۔ راجکمار جی کیا ہوا؟ آپ نے کیا کوئی بھیانک سپنا دیکھا ہے، کیا کسی چیز سے ڈر لگا ہے، مہاتما جی نے ٹھنڈی آہ بھر کے کہا "کچھ نہیں منتری جی! دیکھا تو سپنا ہے، مگر وہ سپنا نہیں، کچھ اور ہے، ہاں کچھ اور ہے۔ منتری جی نے ان کے سیوا میں بڑی منتی کی تب مہاتما نے کہا "منتری جی تم جانتے ہو کہ میں دھارمک پستکیں بڑے غور سے پڑھتا ہوں، اور دھرموں کے جھگڑوں کی چھان بین کرتا ہوں۔ تم بھی جانتے ہو کہ میں ایشور بھگتی کی بڑی اِچھا رکھتا ہوں اور بھگوان کے چمتکار (خدا کا جلوہ یا معجزہ یا نظارہ) دیکھنے کے لئے جنگلوں اور بنوں میں چلا جاتا ہوں، اور آج کچھ نہ پوچھو کسی پرم آتما (بڑی روح) نے مجھے اشرباد دی ہے کہ تمھاری تپسیا سپھل ہوئی، جاؤ میرے نام کی مالا جپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا۔ میرا نام "ایلیا" (علیؑ) ہے۔ مجھ سے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان (مقام مقدس) میں ٹوٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے، وہاں میں تمھیں ایک بالک کے روپ میں ملونگا۔ مگر وہ سمے ابھی بہت دُور ہے۔ منتری جی یہ کہکر اس نے ایک چمکتی ہوئی تلوار نکالی اور گرجدار آواز میں کہا دیکھ میں "سنگھ" ہوں (شیر) مجھے پرمیشور نے سنگھ بنا کر بھیجا ہے، جا سنار کو پاپوں اور اپرادھوں (جرموں اور گناہوں) سے روک۔ من کی روگ ہٹاؤ۔ ہردے کو سُتھرا کر۔ پر البد (قسمت) ٹھیک ہو جائیگی۔ میرے مہاراج آنے والے ہیں ان کا کہنا مان اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی کہنا مان (اطیعو اللہ و اطیعو الرسول کی ہدایت ہے) دیکھ میں تجھے اپنا گولا (چیلا (غلام و مرید) بنا کر اس ملک کے سودھنا کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکا نہ کھانا۔ کبھی کسٹ کٹھن آجائے (مصیبت سخت) تو میرا نام جپنا۔ میں

پہونچ جاؤنگا (ماخوذ ازعلیا)

(۲) قارئین ذرا بودھ مہاراج کے خواب کی حقیقت کو تعصب سے الگ ہوکر غور سنکر کے دریا میں گوہر حق کے متلاشی ہوں تو یقین ہوگا کہ وہ خواب کی صورت میں صحیح واقعہ کی ترجمانی کر رہا ہے۔

بودھ مہاراج کو اس خواب پر یقین اور ایمان ہوگیا۔ آپ کہتے ہیں کہ کسی پرم آتما (اعظم روح) نے ان کو بشارت دی کہ ان کی (بودھ جی کی) عبادت قبول ہوئی میرا نام جپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا۔ اس بشارت کے ساتھ مہاراج بودھ کو اپنا نام اور جائے ولادت واپنا مکان بتلایا۔ یعنی میرا نام آلیا ہے اور مرا مکان پاک ومقدس مقام پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ وہاں میں تم کو ایک بالک کے روپ میں ملوں گا۔ مگر وہ زمانہ ابھی دُور ہے۔ یہ ایک حقیقت ہو کہ بودھ جی کے ہزاروں برس کے بعد حضرت علیؑ کی ولادت کے وقت خانۂ کعبہ کی دیوار شق ہوئی۔ اور آپ کی ولادت اندرون خانہ کعبہ ہوئی۔ اور یہاں آپ بالک (بچہ) کی صورت میں دیکھے گئے۔

اس حقیقت کی اظہار کے بعد ہم ناظرین کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ مہاراجہ بودھ کے اس خواب کو جو اپنے منتری جی سے بیان کیا ہے اس کے ہر ہر لفظ کو دھیان میں رکھیں۔ بودھ جی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے ایک چمکتی ہوئی تلوار نکالی، اور گرجدار آواز سے بتلایا کہ میں سنگھ ہوں۔ ان باتوں سے ثابت ہے کہ آپ کو ذوالفقار عالم غیبت ہی میں مل چکی تھی۔ دنیا میں جنگ اُحد میں ظاہر ہوئی اور اُن کو خدا نے ازل ہی سے شیر بنایا تھا۔ ارباب نظر اگر دوربینی سے

کام ہیں تو یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت ختم المرسلینؐ تک اللہ اپنے پیغمبروں کو جدا جدا لقب کے ساتھ پکارتا رہا۔ مگر کسی کو "اسد اللہ" کے ساتھ خطاب نہ فرمایا۔ بلکہ یہ خطاب مخصوص حضرت علیؑ کا ہے اور صرف یہی دُنیا میں اسد اللہ کہہ کر پکارے گئے۔

اس کے بعد آپ (حضرت علیؑ) مہاراجہ بودھ کو حکم دیتے ہیں دنیا والوں کو بُرائیوں اور گناہوں سے روک، اور اپنے نفس کو پاک رکھ۔ اس کے بعد بشارت دیتے ہیں کہ "میرے مہاراج (حضرت محمد مصطفےٰؐ) اور اُن کے مہاراج کا بھی مہاراج یعنی خدا وحدہٗ لاشریک کی بھی اطاعت کر"۔ یہ احکام ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ تمام نسل انسانی کیلئے ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ خاتم المرسلینؐ اور حضرت علیؑ کی اطاعت کی تبلیغ کی ہدایت کر رہے ہیں اور اسی کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کیلئے مہاراجہ بودھ کو اپنا چیلہ اور مرید بنا کر ملک کے سودھنا (سودھا۔ انجام) کیلئے مقرر کیا اور متنبہ کیا کہ دیکھو دھوکہ نہیں کھانا یعنی اُن کی تعلیم (خدا اور رسولؐ اور علیؑ کی اطاعت سے منکر نہ ہونا اور خلاف نہ جانا) اور اس کے بعد وعدہ کیا کہ جب مشکل اور مصیبت میں مجھے یاد کرو گے تو میں تمھاری مدد کو ضرور پہونچوں گا۔

(۳) مہاراجہ بودھ نے اسکو خواب نہیں سمجھا، بلکہ حقیقی الہام سمجھکر ان ہدایات پر ایمان لائے اور عمل کیا اور حکم خدا اور رسولؐ و حضرت علیؑ کے مطیع رہے، اور اسی کی تبلیغ بھی کی۔ ورنہ دھوکے میں پڑنیوالے ہوتے یعنی غیر مطیع و منکر ہوتے۔ اس حالت میں حضرت علیؑ ان کے کٹھن اور مصیبت میں مدد نہیں کرتے جب مہاراجہ بدھ کو آپکے اُپدیش (ہدایت) کے پورا کرنے میں مصیبت کا وقت آیا تو انھوں نے حضرت علیؑ کو پکارا۔ انھوں نے مدد کی جیسا کہ بعد کی سطور سے ظاہر ہوگا۔

ہاں مہاراجہ بدھ ساکی منی بھی کہلاتے تھے یعنی وہ راہ نما تھے جس کو ساقی کوثر (علیؑ)

نے اپنا چیلہ بنایا تھا۔

(۴) جب بدھ مہاراج دنیا اور بادشاہت کو تیاگ کرکے توحید الٰہی مساوات، اور اتحاد قوم، رحم وکرم، امن وآشتی، خوش اخلاقی اور اطاعت خداوندی وغیرہ کی تعلیم دینے لگے اور انسان کو بدکاری، ظلم وریا، اور نفس پرستی، ودیگر بری باتوں سے بچنے کی ہدایت دینے لگے تب دنیا پرستوں اور جھوٹے رہنماؤں کیلئے زہر قاتل بن گئے چنانچہ وہ لوگ مہاراجہ کے درپے آزار ہوکر انکو سخت سے سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا، اوران کے کارحسنہ میں مخالفت کی آگ بھڑکائی، جس سے ان کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اسکی ایک طویل داستان ہے۔ ان مصیبتوں میں جب راہ چارہ نہیں رہا، تو بدھ مہاراج نے حسب الحکم حضرت علیؑ سے دعا مانگی جو ذیل میں ناظرین کے پیش نظر ہے پہلا خواب تھا جس پر ان کو ایمان ہوا۔ اور اب خود سے دست بدعا پھیلایا۔

(۵) "اے اپنے پیاروں کے پیارے۔ اے ایلیا۔ اے سب پر غالب آنیوالے آ، اور اپنا جلوہ دکھا۔ میری دستگیری کر۔ اے پرماتما کے شیر دنیا کی لومڑیاں مجھے کھا جانا چاہتی ہیں تجھے اسکی قسم جس کا تو دست وبازو ہے۔ تجھے اسکی قسم جس کی شکستی (قوت) تیرے اندر ہے۔ میری مشکلکشائی کر۔ تیرا وعدہ ہے کہ مصیبت میں تیری مدد کو پہونچونگا۔ اب امداد کا وقت ہے آ۔ جلدی آ۔ ورنہ میں برباد ہو جاؤنگا۔ تیرا نام وہ ہے جو پرماتما کا ہے، آکہ تیرا دیکھنا ہزاروں پرانفنوں (عبادت) کے برابر ہے۔ تو بھگوان جی کا چہرہ ہے۔ میرے پیارے تو سب کچھ ہے اور بن تیرے بغیر کچھ نہیں۔ تو سب کچھ دیکھ رہا ہے اسبدحمال تیرے سامنے ہے، میری تکلیفوں کا تجھ کو علم ہے، تو ہی ان کو دور کرسکتا ہے۔ اُم ایا۔ اُم ایا۔ اُم ایا۔"

چینی زبان کے حوالہ سے جو اس دعا میں اضافہ ہے وہ یہ ہے:۔

" اپنے مینٔیتریا کے واسطہ سے مری مدد کر۔ اپنی پاک اولاد کے واسطہ سے

مجھے نجات دے اور اپنے پاک نام سے میری لاج رکھ"

(۶) اب ناظرین مہاتما بودھ کی دعاؤں کے چند جملوں کی توضیح ملاحظہ فرمادیں۔

(۱) "اے اپنے پیاروں کے پیارے آ۔ اے سب پر غالب آنیوالے آ اور اپنا جلوہ دکھا"

(۲) پیاروںکے پیارے (مطلوب کل مطلوب) سب پر غالب (غالب کل غالب) پرماتما کے شیر (اسد اللہ) شکتی (طاقت) ترا نام وہ ہی جو پرماتما کا نام ہے (علیؑ بھی خدا کا نام ہی) تیرا دیکھنا ہزاروں پر مہتا نوں (عبادت) کے برابر ہے (حدیث رسولؐ۔ النظر علی وجہہ علی عبادہ) مہی کرنا (رحمت والا یا عصمت)

بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پکارنیوالا کسی حقیقت کی طرف آواز دے رہا ہو مگر ایسا نہیں ہی کیونکہ مہاتما بدھ کے آگے والا جملہ "اے پرماتما کے شیر" نے ظاہر کردیا کہ وہ کسی ایسی ذات کو اپنی دعا میں ذکر کر رہا ہے جس کو مشکلکشا مانتے ہیں، اور وہ مصیبت میں پکارا جاتا ہی، ساتھ ہی ساتھ اس وعدہ کا بھی ذکر فرما رہے ہیں، جو خواب میں مذکور ہوا اور ان وسیلوں کا ذکر کرکے قسمیں دیتے ہیں کہ جس کا تو دست دباز وہے، اور جس کی قوت تجھ میں ہے، اور ذات بھی وہ ہے جس کا دیکھنا عبادت ہی، اور جس کا نام خدا کا نام ہے اور جو خدا کا چہرہ ہے وہی سب کے احوال کا عالم نگراں ہے۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ واضح ہوگیا کہ وہ ذات سوا امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کے اور دوسری نہیں ہی کیونکہ یہی مصیبت میں پکارے گئے ہیں، اور پکارے جاتے ہیں۔

(۷) اب غور کیجئے کہ بدھ جی کو مشکلکشاؑ نے امداد اور رہنمائی کی یا نہیں۔ تاریخ شاہد ہی کہ بدھ جی مخالفت کی کٹھن راہ طے کرکے اپنے مذہب کی وضاحت اور تبلیغ میں پورے کامیاب رہے، ہندوستان کے راجا، عمائد، اور عوام جو مخالفت کررہے تھے، انکی تعلیم پر سرنگوں ہوئے۔

اس کے علاوہ یہ مذہب لنکا۔ برما۔ آسام۔ چین۔ سیام اور تبت میں ایسے دور دراز ملکوں تک میں پھیل گیا۔ یہ سب اپیا علیہ السلام کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی کا نتیجہ ہے۔

موجودہ بودھ مذہب کو اصلی اور ابتدائی تعلیمات سے کم تعلق معلوم ہوتا ہے جس طرح دیگر مذاہب کی اصلی تعلیم کو حکومت اور ثروت کی مستی اور سیاست کی زبردستی نے، اور پجاریوں کی خود غرضی نے مخالفت کے رنگ سے ہولی کھیلی اسیطرح بدھ جی کی تعلیم بھی ان اثرات اور حوادث سے نہ بچ سکی

(۹) ذرا بدھ مہاراج کے اعتقاد و علم کا معائنہ کیجئے اور اپنے ضمیر سے سوال کیجئے کہ انکا دھرم کیا تھا اور انھوں نے اس کے خلاف اپنے معتقدوں کو ہرگز تعلیم نہ دی ہوگی۔

(۱۰) مہاراج بدھ بستر مرگ پر ہیں اور اس دنیا میں چند لمحوں کے مہمان ہیں، ان کا سب سے محبوب (پریمی) چیلہ اور خاص الخاص مرید آنند ان کی سیوا (تیمارداری) میں بیٹھا ہوا ہے اور ان کی نازک حالت دیکھکر زار و قطار رو رہا ہے جب بدھ جی نے اپنے پیارے شاگرد کا یہ حال دیکھا تو اسکو بہت تسلی دی اور مسکراتے ہوئے کہا (دیکھو بدھیا پرکاش مولفہ دودھ شاستری لالہ ہرگوبندہ ہلوجیہ مطبوعہ سرسوتی پریس بمبئی)

"وصیت مہاراج بدھ"

پیارے آنند غمگین نہ ہو، آنسو مت بہاؤ، میں تجھے کتنی ہی مرتبہ پہلے بتا چکا ہوں کہ اپنی محبوب اور مطلوب اشیاء کو چھوڑنا، اور اس دنیا کی ہر چیز سے جدا ہونا، انسانی فطرت میں داخل ہے، اگر میں جا رہا ہوں تو کوئی انوکھی بات نہیں آنند نے عرض کی مہاراج آپ کے بعد ہمارا کون والی ہوگا اور کون تعلیم دے گا۔ بودھ جی نے جواب دیا۔

آنند۔ خوب یاد رکھو دنیا میں میں ہی بدھ بنکر نہیں آیا ہوں، اور نہ میں اس سلسلہ کو ختم کرنیوالا ہوں۔ جب وقت آئیگا تو ایک دوسرا بدھ مبعوث ہوگا، جو خدا کا نور ہوگا بہت ہی مقدس اور مطہر اسکو حکمت کا وافر حصہ دیا جائے گا، وہ اقبال مند ہوگا،

اسرار کائنات کا عالم نسل انسانی کا بے نظیر ہادی و مصلح جن و انس کا معلم۔ وہ اُنھیں ازلی صداقتوں کو تم پر ظاہر کر دے گا جو میں نے تم کو سکھائی ہیں، وہ اپنے دین کے تبلیغ واشاعت میں ہر لحظہ مصروف رہے گا۔ جو فی الحقیقت بہت شاندار ہوگی۔ وہ اپنے حیرت انگیز کمال اور انتہائی عروج کی وجہ سے پر شکوہ اور صاحب جلال و جمال ہوگا۔ اس کی تعلیم زندگی کی روح، اور اسکی تربیت کامل اور اکمل، صاف پاکیزہ اور بے عیب ہوگی اگر میرے شاگردوں کا شمار سیکڑوں تک ہی، تو اس کے شاگردوں کے اعداد ہزاروں تک ہوں گے، اور وہ میتریا کے پاک نام سے موسوم ہوگا۔

آنند نے میتریا کی وضاحت پوچھی تو مہاتما نے کہا کہ اے آنند تیریا دہ ہی جو تمام رشیوں اور منیوں، اور تمام مبعوث ہونیوالوں کا سلسلہ ختم کر دیگا، اس کے سر پر ایک پنج پہلو تاج ہوگا، جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا، اس کے بڑے ہیرے کا نام الیا ہے۔ یاد رکھ، یہ تمام پاک جسم ابتدا سے پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ظاہر ہونے میں ابھی دیر ہے، ظالم لوگ انکی موریتوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے، اور ان کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں گے، مگر مالک انکے نام اور انکے کام اور انکی نسل کو دنیا کے خاتمہ ہونے تک باقی رکھے گا آنند میری اور تیری طرح کروڑوں لوگ انکے انتظار میں تھک جائینگے۔ مگر خوش نصیب وہی ہوگا جو انکا اور انکے پاک ساتھیوں کا ساتھ دیگا، اب میں اس سے زیادہ تجھے کچھ نہیں بتا سکتا۔

(۱۱) بستر مرگ پر مہاتما بدھ نے جو اپنے خاص الخاص چیلے (نائب) سے آنندہ کے آنے والی حقیقت کا اظہار کیا ہے، اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ یہ ہدایت اور پیش گوئی صرف آنند ہی جی کیلئے نہیں ہے، بلکہ ان کے کل ماننے والے اور دیگر انسانوں کے لئے ہے۔ ان کا یہ کہنا ہو کہ یہ پاک جسم پیدا ہو چکے ہیں، اور ان کے ظاہر ہونے میں بہت دیر ہے اور میری اور تیری طرح کروڑوں لوگ ان کے انتظار میں تھک جائیں گے، بہ اظہار حقیقت

کل بنی نوع انسان جو آئندہ آنے والے تھے ان کے لیے بیداری کا سبق تھا۔ مہاتماجی نے بتلایا ہے کہ وہ خدا کا نور ہوگا (اول ماخلق اللہ نوری) یہ رسول اکرم کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔
(۲) وہی مُتی تریا (رحمت اللعلمین) کے نام سے معروف ہوگا (وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رحمۃ اللعلمین) یعنی بُدھ جی نے حضرت کا قرآنی خطاب بھی بتلادیا اس خطاب کے دوسرے انبیاء و مرسلین حامل نہیں ہیں (۳) انھوں نے بتلایا کہ وہ مقدس و مطہر ہوں گے۔ (آیت تطہیر کی پیشین گوئی) خدا کی حکمت کا وافر حصہ دیا جائیگا (ویعلمھم الکتاب والحکمۃ) (۵) وہ اسرار کائنات کا عالم ہوگا (کل شیئ احصیناہ فی امام مبین) (۶) بنی نوع کا بشیر ہادی و مصلح اور جن وانس کا معلم (انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا) (۷) اسکی تعلیم زندگی کی روح، اور اسکی تربیت کامل اور مکمل پاکیزہ اور بے عیب ہوگی یعنی انس وجن کو وہ جو ہدایت کریگا، وہ کامل ہوگی، اسکے بعد مہاتما بدھ نے یہ بھی واضح کردیا کہ وہ تمام انبیاء و مرسلین کا سلسلہ بعثت ختم کردیگا، یعنی خاتم انبیاء و مرسلین ہوگا۔ اس کے بعد مہاتماجی نے اسکے اہلبیتؑ کی تشریح کے ساتھ پیشین گوئی ہے، یعنی اسکے سر پر ایک پنج پہلو تاج ہوگا (پنجتن پاک علیہم السلام) اس تاج کے بڑے ہیرے کا نام آلیہ ہوگا یعنی (حضرت علیؑ کو ہیرا سے تشبیہ دی ہے) اس کے بعد یہ کہا ہے کہ یہ پاک جسم ابتدائے خلقت سے پیدا ہو چکے ہیں، مگر ان کے ظاہر ہونے میں دیر ہے، اس قول سے ثابت ہے کہ خمسۂ نجباء سابق الوجود میں انسانی پیکر میں بعد میں ظاہر ہوئے بدھ جی نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ظالم لوگ اس تاج کی موتیوں کو سخت نقصان پہنچا دینگے (حضرت علیؑ کو ہیرا سے اور حضرت فاطمہ اور حسنین علیہم السلام اور ائمہ کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے) اور یہ کہا کہ ان کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔
(تاریخ کے اوراق زبان حال سے پکار پکار کے بتلا رہے ہیں کہ آنحضرتؐ کی اولاد کو برباد کرنے کیلئے کیا کیا ظلم نہ ہوئے، پھر مہاتماجی نے کہا کہ مالک حقیقی اس کے نام اور اس کے کام

(سلسلۂ تبلیغ اسلام) اور اسکی نسل کو دُنیا کے باقی رہنے تک رکھے گا اور ان لوگوں کو جنھوں نے پنجتن پاکؑ اور ان کی اولاد اطہر کا ساتھ دیا ہے اور دے رہے ہیں ان کو خوش نصیب بتلایا ہے اسلئے ہر انسان کو لازم ہے کہ ان سے مودت کرکے خوش نصیبوں اور جنتی گروہ میں آجائیں (آیۂ مودت کی عظمت اور پیش گوئی ہے) خدا ہر انسان کو اسکی توفیق دے۔"

باب ہفتم

(۱) مہاراجہ رامچندر جی نے بھی اجودھیا کے شاگردوں سے کہا کہ وہ راجوں کا راجہ دار اپنی روشنی کیساتھ ظاہر ہوگا جس کے ساتھ بڑا گروہ ہوگا وہ پانچ کنگروں والا تاج پہنے ہوگا اور اسکے سب سے بڑے کنگرے کا نام آہالیہ ہوگا (اجودھیا کا بن باسی) مصنف شنکرداس مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۳ء۔

(۲) مہاراجہ رامچندر جی کی پشینگوئی مہاتمابدھ کے قول کی تصدیق کررہی ہے۔ مہاراجہ رامچندر جی نے کہا کہ وہ راجوں کا راجہ پنج کنگروں والا تاج پہنے ہوگا اور اسکے سب سے بڑے کنگرے کا نام اہالیہ ہوگا مہاتمابدھ نے کہا ہے کہ اس کے سر پر ایک پنج پہلو تاج ہوگا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا اس کے بڑے ہیرے کا نام آلیہ ہے۔

باب ہشتم

(۱) مہادیو جی کی پیدائش جنوں میں سے تھی، انھوں نے حضرت آدمؑ کے کئی ہزار سال پہلے کیلاش کے پہاڑ پر اپنی زوجہ پاروتی سے بیان کیا تھا جس کو بست مُنی نے جو پہاڑ کے نیچے عبادت میں مشغول تھے ان اقوال کو جمع کیا تھا (ہندو مذہب کی کتاب اترکھنڈہ)

مہادیو جی نے حضرت آدم کی خلقت سے لیکر حضرت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رسالت، اور حضرت امام آخرالزماں علیہ السلام کے ظہور تک بلکہ قیامت میں حضرت معصومہؑ کی داد خواہی اور اپنے دوستوں کو ساتھ لیکر داخل بہشت ہونے تک کے حالات کو مفصل طور سے بیان کیا ہے، بعد میں مہادیو جی کہتے ہیں اے پاروتی مہامت کے مرنے

کے بعد چند سال گذرینگے، کہ مہامت کے دونوں فرزندوں کو شریر لوگ مار ڈالیں گے،
اور ساری زمین ان کے مار ڈالنے سے بے سر ہو جائے گی۔ اُن کے مارنے والے بے دین
اور ملیچھ ہوں گے، اور ان کے دلمیں، مہامت کی محبّت نہ رہے گی، وہ لوگ نرگ سے نجات
نہ پا دیں گے، اور لوگ بھی ان کی ہمراہی قبول کریں گے اور مہامت کے فرزندوں کے
خلاف بہت سے کام ضد سے کرینگے، تھوڑے لوگ مہامت کے فرزندوں کی راہ پر
رہیں گے، لیکن اکثر لوگ انھیں قتل کرنیوالوں کی موافقت
کرینگے، اور ظاہر میں مہامت کے دوست کہلائیں گے، اور کلجگ کے زمانہ کے آخیر میں وہ
ظاہرداری والے لوگ بہت ہونگے اور ساری دُنیا میں فساد برپا کرینگے۔ ایاروتی وہ
بڑا قادر اک مرد کامل کو، مہامت کے دین کی مدد کے واسطے بھیجے گا، وہ مرد کامل ساری
دنیا کو اپنی حکومت میں لے لے گا، ظاہرداری والے لوگوں کو قتل کریگا، اور جو چال چلن
مہامت اور ان کے فرزندوں کا تھا، وہی رواج پائیگا، پورب سے پچھم تک کوئی مہامت
کے فرزندوں کے خلاف راہ نہ چلے گا۔ ساری خلقت مہامت کے دین پر آجائیگی، اور
کلجگ کے زمانہ کے آخیر میں انکے دین کا پورا رواج ہو گا۔ بشارت احمدی صفحہ ۸۵۔ بحوالہ
مراۃ المخلوقات ترجمہ اتر کھنڈ، اور پوتھی راماسنگھ رام کے بارھویں اسکندھ چھٹے کانڈ اری
میں بیاس جی لکھتے ہیں، اور گشائین جی یعنی تلسی داس نے اسکا ترجمہ بھاکھا میں کیا ہے۔

تب ہوئے لہک لہک اوتارا مہدی علیہ السلام کہیں مشکل سنسارا
ہر سند رم نمان نہیں ہوئی تلسی بچن ست ست کوئی

(ترجمہ) تب ایک اوتار مرد کامل آئیگا، جس کو سب امام مہدی علیہ السلام کہیں گے
اس وقت کے بعد ولایت یعنی اوتار نہیں ہوگی تلسی سچ سچ کہتے ہیں۔

(۲) ہندوستان ہی کے رشی منیوں اور مہاتماؤں کے عقیدے اور اقوال ہدایات

و پیشین گوئیوں کو غور و فکر کی میزان پر رکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا بلکہ یقین ہو جائیگا کہ ان بزرگ ہستیوں میں سے کسی نے بت پرستی اور کفر و شرک کی تعلیم نہیں دی، اور نہ اپنے کو ایشور (خدا) کہا اور نہ اپنی یا کسی مورتی کے سامنے سر جھکانے اور عبادت کیلئے حکم دیا، مگر مادّی دنیا کے بھنور میں پڑکر دنیا والوں نے اُنکی حقیقی تعلیمات کو فرسودہ سمجھکر مسخ کر دیا، اور خدا کے منوانے والے اور ہدایت کرنیوالوں کو انھوں نے اپنا معبود بنا لیا، مہا دیو جی کی پیشین گوئی سے صاف ظاہر ہے کہ کلجگ کے آخیر میں انہیں انوار کے ذریعہ دین محمدی چمکتا نظر آئیگا، اور ساری دنیا اسی دین پر ہو جائیگی۔

فصل دوم
باب اوّل

ناظرین کے پیش نظر چند واقعات اور کارنامے اور مشکل کشائی جو حضرت علیؑ نے کی ہے، جدید تحقیقات کے مطابق بالکل حقیقت سے پیش کئے گئے ہیں مگر دیگر انبیاء و پیغمبروں کی جو مشکل کشائی کی ہے اور جو پردہ خفا میں ہیں انکا احصا آسان نہیں۔

حضرت آدمؑ کی توبہ کس کے توسط سے قبول ہوئی، حضرت ابراہیمؑ کی حاجت روائی میں کس کی زبان تھی، حضرت ایوبؑ اور حضرت داؤدؑ کی کس نے مشکلکشائی کی ذوالقرنین کی آواز پر کس نے لبیک کہا، حضرت اسمٰعیل کی ذبح کا کون فدیہ بنا حضرت یوسفؑ کی مصر کے زندان میں کس نے دستگیری کی۔

(۲) یہ کل واقعات تو ہزاروں برس قبل پیدائش کے ہیں، آپ کے دنیا میں ظہور فرمانے کے بعد خود رسول خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو اپنی امداد کے لئے پکارا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ جنگ احزاب میں جب عمر بن عبدود نے خندق پار کرکے آنحضرتؐ کے خیمہ پر نیزہ مارا، اور آپؐ کو نیز مسلمانوں کو چیلنج دیا، اسوقت

کل فوج مغلوب ہو چکی تھی، اور چراغ رسالت طوفان کی زد میں تھا، تب بحکم خدا آنحضرتؐ نے آواز دی ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب۔ حکم ہوتا ہے عجائب خدا کے جلوہ پرداز علیؑ ابن طالبؑ کو ذرا پکار و تو صحیح، تم ہر مصیبت اور ہر بلا میں اپنا مشکل کشا پاؤ گے۔ قدرت نے یہ ظاہر کر دیا کہ تم علیؑ کو اپنا مشکل کشا پاؤ گے۔ جب آپ نے بانیٔ اسلامؐ و دیگر انبیاءؑ کی مشکل کشائی کی تو، اپنے دوستوں کی مشکل کشائی ضرور فرمائیں گے۔

(۳) دوسرا موقع شب ہجرت ہے جبکہ کفار مدینہ نے رسول خداؐ کا مکان گھیر لیا تھا، اور شمع رسالت گل کرنا چاہتے تھے آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ ہی کو اپنی مدد کے لئے بلایا، اور اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا، وہ سوئے اور اس طرح سے آپ کی جان بچ گئی۔ تیسرا موقع نصارائے نجران سے مباہلہ کا تھا وہ روز ایسا تھا کہ خدانخواستہ اگر میدان مباہلہ میں رسول اسلامؐ کو فتح نہ ہوتی، تو اسلام ہی ختم تھا۔ مگر ان انوار خمسہؑ نے صرف اپنا چہرہ دکھا کر اسلام کا بول بالا کر دیا۔ جنگ احد اور جنگ بدر کا واقعہ اظہر من الشمس ہے کہ کس طرح سے حضرت علیؑ نے رسولؐ کی مدد کی اور ان کو بچا کر اسلام کو فتح دلائی۔

باب دوم

(۱) ان انوار خمسہ کے پیکر انسانی کے ظاہر ہونے کے ہزاروں برس قبل کے مختصر حالات سپرد قلم ہوئے اب ناظرین ان کی حیات کے عظمت و حشمت جلوہ و جلال کے مختصر حالات پر غور کریں، اور اپنے عقیدہ کو درست کریں۔ کیونکہ یہ وہ ہیں جنھوں نے ضلالت و گمراہی سے بنی نوع انسان کو رستگاری دلائی ہے۔

(۲) پہلے قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوں۔ قرآن کلام الٰہی ہے، یہ سراپا معجزہ ہو کر انسانی عقل و تدبیر اور قلم و قوت سے بالاتر ہے۔ آجتک کوئی انس و جن ایک آیت

اس کے مقابل نہ لا سکا۔ اس کی ہر ہر عبارت بلاغت و فصاحت کا چشمہ ہے۔ یہ علم و حکمت کا دریا، اور اسرار الٰہی کا ذخیرہ، اور احکام و ہدایات ایزدی کا دفتر ہے اور حقانیت و روحانیت کا مرکز ہے۔ دنیاوی و اخروی زندگی کی شاہراہ ہے متقین کے لئے سراپا ہدایت اور نیکوں کے واسطے بشارت ہے۔

(سورہ النحل آیت ۸۹) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (ترجمہ) اور ہم نے تم پر کتاب (قرآن) نازل کی جسمیں ہر چیز کا (شافی) بیان ہے اور مسلمانوں کیلئے (سرتاپا) ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے۔

اور جو جو قوانین اس میں موجود ہیں ان میں تا قیامت ترمیم کی حاجت نہیں۔

(۳) حکم باری ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (ترجمہ) اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو، اور اس کے رسولؐ کی اور جو تم میں صاحبان امر ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی اور رسولؐ اکرم اور وہی انوار مقدسہ جن کو اس نے اپنی طرف سے صاحبان امر بنایا ہے، اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ اس حکم باری تعالیٰ سے ان کی فضیلت و عظمت کا بھی اظہار ہے، اور یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ وہ صاحب امر خدا اور رسولؐ کا نائب ہو گا۔ اس کا معصوم ہونا، اور علم قرآن کا مالک ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ گنہگاروں کی اطاعت کا حکم خدا نہیں دیتا۔

اللہ نے انہیں کی اطاعت کو اپنی دوستی کا معیار رکھا ہے اور گناہوں کے بخشنے کا ذریعہ بنایا ہے (سورہ آل عمران آیت ۳۱) ترجمہ "اے رسولؐ کہدو کہ اگر تم لوگ خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم کو دوست رکھے گا، اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا اور خدا تو بہت بڑا بخشنے والا و مہربان ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ یہ انوار قدسیہ اسکی قدرت اور جلالت و عظمت کے مظہر و آئینہ

ہیں۔ یہ تو وہی چاہتے ہیں جو اسکی مشیت ہوتی ہے، جیسا کہ سورہ دہر آیت ۳۰ میں منقول ہے اگر حاکم وقت انسان کا بنایا ہوتا ہے، یا وہ ظلم و جور سے برسر حکومت ہو جاتا ہے، تو وہ خاطی انسان ہوتا ہے۔ اس کے بنائے ہوئے قانون انسانی ضرورتوں کے مطابق یا حکومت کے انتقامات کے لئے ہوتے ہیں۔ مگر اس میں نقص ہوتا ہے اور ہمیشہ اس میں تبدیلیوں اور اصلاح کی ضرورت ہوتی رہتی ہے۔ خدا کے احکام اور قوانین میں رد و بدل نہیں، وہ ابد تک یکساں رہے گا۔ اسکے اقوال علم و حکمت کے خزانہ ہیں، اور اسرار الٰہی سے معمور ہیں۔ اسلئے وہی جانتا ہے کہ ایسے احکام و قوانین کی کیسے نفوس، اور کس درجہ کے انسان صحیح معنوں میں تبلیغ کر سکتے ہیں تاکہ اسکے مطیع حقیقی راہ پر گامزن ہو جائیں اس لئے اور اس غرض سے اس عالم الغیب نے ایسے انوار پیدا کیے جو معصوم ہیں جن پر آیۂ تطہیر زیب دیتی ہے اور جو علم و حکمت کے ماہر اور حق و صداقت کے گوہر ہیں۔ شجاعت کے قلعہ اور سخاوت کے دریا ہیں۔ ایثار و قربانی اور مفاد انسانی کے خوگر ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کو توریت نے بھی بارہ شہزادے بتلایا ہے، اور جن کو رسولِ اکرم نے اس طرح سے واضح کیا ہے (اول ماخلق اللہ نوری) انا و علیؑ من نور واحد۔ اولنا محمد اوسطنا محمد و آخرنا محمد) "خداوند عالم نے سب سے پہلے میرے نور کی خلقت کی۔ میں اور علیؑ ایک نور سے ہوں۔ میرے اول و اوسط و آخر کل محمد ہیں"۔ یعنی یہ کل بارہ شہزادے انھیں اوصاف کے حامل ہیں۔ جن کے خود محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے، یہ وہ ہیں جو صراط مستقیم پر ہیں اور یہی چراغ ہدایت ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے، اور جس طرف وہ ہیں اسی طرف حق ہے۔ انھوں نے کبھی اپنی ذاتی حکومت قائم کرنے کا خیال تک نہ کیا، بلکہ اللہ کی حکومت کا دبدبہ انس و جن پر قائم کرتے رہے، اسلئے ان کی مودت و محبت فرض کر دی گئی تاکہ انسان ان کے اتباع

وتوسل سے قانون الٰہیہ کے میدانِ عمل میں اگر رضائے الٰہی اور معرفت خداوندی حاصل کرے۔ ان کی زندگی کا مقصد کفر اور ظلم و جور سے دنیا کو پاک کرنا تھا۔ رسول اکرمؐ نے بھی حدیث ثقلین کے ذریعہ بتلایا۔ جب تک تم ان سے متمسک نہ ہوگے گمراہ رہو گے اسلئے حاکم وقت یا کسی دوسرے کو اولی الامر ماننا غلط ہی نہیں بلکہ خلاف نظام الٰہی ہے۔

نمبر۴۔ نماز جو معراج المسلمین اور جس پر کل عبادت کی قبولیت منحصر ہے اور جس میں انسان خدا کو پکار کر اسکی حمد کے بعد یوں کلام کرتا ہے "اے میرے رب میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں تو مجھے صراط مستقیم پر باقی رکھ میرے گناہوں کو تو بخشدے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد تیرے عبد ورسول ہیں وغیرہ" مگر نماز درگاہ قبولیت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک اسمیں محمدؐ وآل محمدؐ پر درود وصلوٰۃ نہ بھیجا جائے، اور جبتک نماز قبول نہیں، کوئی عمل قبول نہیں۔ قول رسولؐ (ان قبلت قبل ما سواھا وان ردت رد ما سواھا)

نمبر۵۔ (وما خلقت الانس والجن الا لیعبدون) یعنی خالق حقیقی نے انسان کی غرض خلقت اپنی عبادت واطاعت پر رکھی ہے یعنی انسان کی پوری زندگی کی غرض اسکی عبادت ہے اور ہر عبادت کی قبولیت کا دارومدار نماز کی قبولیت پر ہے، اور نماز کی قبولیت کا دارومدار محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوٰۃ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر عبادت کی روح مودت آل محمدؐ ہے۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ کل انس وجن ان انوار قدسیہ کی مودت کے لئے پیدا کیے گئے۔ اس قادر مطلق نے انھیں رسالت، ولایت، اور امامت کے تاج سے مزین کرکے ہر انس وجن کو انھیں کی اطاعت کا حکم دیا۔ منشائے ایزدی یہ ہے کہ انھیں کی ہدایت اور شاہراہ عمل کے اتباع سے دنیا کی کامیابی اور آخرت کا ثمر ملتا ہے۔ نمبر۶۔ ہر فریضہ وعبادت کا وقت مقرر ہے۔ مثلاً نماز پنجگانہ۔ روزے کا ایک خاص مہینہ۔ حج کا

ایک خاص زمانہ۔ مگر مودت اہلبیتؑ کا وقت مقرر نہیں۔ بلکہ ہمہ دم زندگی کا ہر لمحہ، اسلئے پوری زندگی انسان کی عبادت میں گذرتی ہے اور عبادت خدا ہی غرض خلقت انسانی ہے۔

باب سوم

(۱) یہ وہ الٰہی ہستیاں ہیں جنھوں نے اپنی ذاتی مفاد کا احساس بھی نہیں کیا۔ جو کچھ کیا وہ بنی نوع انسان کو حق و صداقت کی مخلصانہ ہدایت سے اس منزل حقیقی تک پہونچانے کے لئے کیا۔ ان کو ہمہ دم انسانی مفاد کا تصور اور ان کی خدمت اور رستگاری کی دُھن۔ دوسروں کو مصیبت و پریشانی سے بچانے کے لئے ہر قسم کی قربانی و ایثار ان کے لئے باعث مسرت تھے، انسان کو انسانیت کی راہ پر گامزن کرنا، اور معرفت الٰہی کی روشنی ان کے دلوں میں پیدا کر کے اطاعت پر مامور کرنا، ان کی پوری زندگی کا نصب العین رہا تاج حکومت جاہ و حشم اپنی برتری و بزرگی، جسم پروری اور زراندوزی کو ہمیشہ حقیر سمجھا نسل انسانی کے لئے فائدہ و ہدایت کیلئے مختلف صورتیں بھی اختیار کیں۔ یعنی زبان سے وعظ و پند سے اشارات، خلق و اخلاق سے علم و حکمت کے دریا بہا کر تکلیفیں اُٹھا کر، اور جن کو راستہ بتا کر ایمان کی روشنی میں لانا چاہتے تھے ان سے زحمتوں کا مقابلہ کر کے فقر و فاقہ کی تکلیفیں اُٹھا کر، جہاد کر کے شہید ہوئے لیکن کبھی بددعا کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ اگرچہ انبیائے سلف نے، اپنی امت کی نافرمانی کی وجہ سے بددعائیں کیں۔

(۲) انھوں نے بتلایا کہ دین اسلام جو نسل انسانی کا مذہب ہو، چند عبادتوں اور چند رسموں اور عقیدوں کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ اسلام نے فرمانبرداری کی ہدایت کر کے وحدانیت کا پیغام دیا، اور مساوات کا پیسالار اور صلح و آشتی کا علمبردار بنا عمل کے اختیارات کی نعمت کو جو خدا نے انسان کو بخشا ہے اسکو مساوات کی میزان پر رکھا نظام زندگی کو پسندیدہ اور انسانیت کے لئے باغ خوش منظر بنایا۔ اسلام ہی نے بنی نوع انسان کو پیغام آزادی سنایا، حریت اور مساوات

اور انسانی برادری کی تلقین کی۔ رنگ اور روپ، قومیت اور گروہ بندی اور ملکی افتراق کو دُور کر دیا۔ اور تاریخ انسانی میں پہلے پہل شہری اور انسانی حقوق پورے طور پر عام انسانوں کو بالعموم بخشے جن سے وہ بسبب قومیت اور رنگ و جنس یا غربت و فلاکت یا بازو کی قوت کی کمی وغیرہ کی وجہ سے محروم تھے۔

(۳) وحدانیت اور مساوات کے لئے ذہنی انقلاب پیدا کرنے کے واسطے سب سے پہلے انسان کو مادیت کے احاطہ سے نکال کر ایک حقیقی اور غیبی طاقت کی طرف متوجہ کیا اور اعلان کیا کہ تمام افراد انسان ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ سبھوں کی پیدائش و نمو وغیرہ بھی ایک طرح ہے، اور سب کے لئے موت بھی ہے اور سب ایک خدا کی مخلوق ہیں، جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ ان دینی تبدیلیوں کا منشاء یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو برابر سمجھے، اور اس وجہ سے افراد انسانی میں احساس اخوت اور مساوات پیدا ہونا لازمی ہے کیونکہ یہ ایک فطری قاعدہ ہے کہ جب کوئی کثرت وحدت کی طرف منسوب ہو، تو اس کے افراد میں برادری اور برابری کا احساس ہوتا ہے۔ جب ایک باپ کے بیٹے آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو ایک مورث اعلیٰ کی اولاد میں برادری قائم ہو جاتی ہے اور ایک ملک یا ایک سرزمین کے رہنے والے اپنی مادر وطن کے لحاظ سے آپس میں اخوت محسوس کرتے ہیں ایک سمت کے رہنے والے آپس میں یک جہتی کا تصور رکھتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ایک خالق کے بندے آپس میں بھائی بھائی نہ بن جائیں یہی اسلام کی توحید میں مساوات کا نزدیں سبق ہے اور ہر شخص ایک جھنڈے کے نیچے ہے۔

(۴) ان انوار قدسیہ نے درحقیقت فرمان الٰہی کے قیام کو مستحکم کیا، اسلامی قانون میں شاہ و گدا کو ایک جھنڈے کے نیچے بلا لیا، اور خود عبادت و اطاعت کی حقیقی راہ عمل سے دنیا کو بتلا دیا کہ انہیں کوئی تفرقہ نہیں۔ پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ معصومینؑ کی ذات قدسیہ روشن مثال ہیں، اقتدار کے باوجود کبھی اپنے کو نہ بادشاہ کہلانا یا سمجھا جانا پسند کیا۔

(۵) اسلام نے ہر انسان کو مساوات کا درجہ دیتے ہوئے ایک معیار امتیازی بھی قائم کردیا یعنی بزرگی اور فضیلت کا معیار تقویٰ اور کردار کی بلندی قرار دیا یعنی جو شخص خدا کا خوف دل میں رکھ کر فرائض انسانی کو زیادہ انجام دیتا ہو، وہ سب سے برتر اور بہتر ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) اس اصول کے تحت غلبہ وطاقت، اقتدار وحکومت، قوم وقبیلہ کی زیادتی زر و دولت کی فراوانی وغیرہ برتری کا معیار نہ رہے۔ انسانی کردار اور احساس فرائض کو شاہ راہ عمل بنانا دنیاوی واخروی زندگی کے لئے عظمت وبزرگی ہے۔ بانیٔ اسلامؐ اور اُنکے اوصیا نے اپنے عمل سے بتلا دیا کہ ناسازگار حالات انسان کو ابھرنے اور ترقی سے مانع نہیں ہیں، اور نہ غربت ومصیبت روحانی ارتقاء کی سدّراہ ہوسکتے ہیں۔ ان کی تعلیم یہی ہے کہ بلند سیرت اور اعلیٰ اخلاق کسی کی میراث نہیں ہیں ہر شخص ذاتی کوششوں سے اسکو حاصل کرسکتا ہے، اور یہ بھی اعلان کردیا کہ تمہیں تمھارے اعمال کی سزا ملے گی۔ انسان وہ ہے جو خدا کے احکام کے آگے سرنگوں ہوجائے سرکشی خسوماں بردار مسلم کا شیوہ نہیں۔ اللہ کا دوست وہی ہے جو اس کے احکام کی تعمیل کرکے اسکی رحمت کا خواستگار رہے۔ یہی عالم گیر مذہب اور اسی دین پر مذہب امامیہ قائم ہے، اور وہ ایک خدائی حکومت کا قائل ہے۔

(۶) ہمارے صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشن صاحب بالقابہ نے اپنی نشری تقریر میں یوم اقوام متحدہ کے موقع پر اظہار حقیقت کیا تھا، انہیں کی مختصر عبارت حسب ذیل ہے:۔

"دنیا اسوقت انتشار و پریشانی اور مصیبت کا شکار کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ نسل انسانی نے اپنے کو مختلف قوموں، اور ملکوں میں تقسیم کررکھا ہے، اور حالت یہاں تک پہنچی ہو کہ انسان نے صف انسانی کے مجموعی مفاد کا خیال ترک کرکے صرف اپنے ملک یا اپنی قوم کے مفاد کو پیش نظر رکھا ہے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ایک قوم دوسری قوم سے برسرپیکار، اور ایک ملک دوسرے ملک کے مقابلہ میں صف آرا بنا ہوا ہے۔ نیشنل ازم اور وطن پرستی کو اتنی اہمیت

دی جانے لگی کہ نوع انسانی کی مجموعی فلاح و بہبود کا کوئی خیال باقی نہ رہا۔ ہر قوم اور ہر ملک نفسی نفسی میں گرفتار ہے اور اپنی ہی اغراض و مفاد کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ یقیناً حب وطن اور قوم پروری بھی اپنے مقام پر ایک مستحسن فعل ہے، مگر ہر کام کی طرح نیشنلزم میں بھی حدود و اعتدال کا لحاظ ضرور رہے، اس میں بھی اتنے غلو سے کام نہ لینا چاہیئے کہ انسان اپنی قوم اور اپنے وطن کے مفاد کے آگے باقی دنیا کے مفاد کا کوئی لحاظ نہ کرے۔ آجکل حالت یہ ہو گئی ہے کہ خطۂ ارض کے رہنے والے اپنی مخصوص وطنیت اور اپنی قومیت ہی کا نعرہ لگانے لگے ہیں۔ اسی جذبہ نے بنی نوع انسان کے درمیان یکجہتی و یگانیت کو ختم کر دیا، اور ہر قوم دوسری قوم کی حریف، اور ہر ملک دوسرے ملک کا رقیب بنا ہوا ہے۔ اگر دنیا صرف دو گروہوں میں تقسیم ہوتی تب بھی صبر ہوتا۔ تقسیم در تقسیم نے تو ساری نسل انسانی کو صدہا گروہوں میں بانٹ دیا۔ دنیا میں جتنی قومیں ہیں اتنے ہی محاذ۔ اور جتنے ملک ہیں اتنے ہی مورچے۔"

"بہرحال دنیا عرصہ سے اسکی ضرورت محسوس کر رہی ہے کہ عالمی حکومت قائم ہو جائے تاکہ مختلف قوموں کے درمیان نزاعات کا آسانی سے تصفیہ ہو سکے، اور دنیا میں امن و سلامتی برقرار رہے مگر جبتک عالم کی قیادت خود غرض اور خاطی انسانوں کے ہاتھ میں رہیگی حقیقی معنوں میں کسی عالمی حکومت کا قیام ممکن نہیں لیکن دنیا میں ایک شیعہ مذہب ایسا ہے جو ایک عالمی حکومت کی ضرورت کا ہمیشہ سے قائل رہا ہے، اور اسکا عقیدہ ہے کہ ایک دن ایسا ضرور آئیگا جبکہ قاف سے قاف تک ایک ہی حکومت ہوگی۔ اس حکومت کا سربراہ کوئی خاطی انسان نہ ہوگا۔ بلکہ ہر قسم کے معاصی و معائب سے پاک و پاکیزہ ہوگا۔ اس کی حکومت میں ہر طرح امن و سکون ہوگا۔ اس کے پاس اتنی قوت ہوگی کہ وہ اپنے منصفانہ فیصلے کو اقوام عالم سے منوا سکے۔ اسکی طاقت کے مقابلہ میں دنیا کے ہر قسم کے مہلک سے مہلک آلات حرب بیکار ہو کر رہ جائیں گے۔ اسکی حکومت میں زبردست کسی زیردست کو ستا نہ سکے گا

ظلم وجور جبر و تشدد کا دور دورہ باقی نہ رہے گا۔ کمزور طاقتور کی زیادتی سے پوری طرح محفوظ و مامون ہو گا۔ ہر شخص اطمینان اور سکون کی زندگی گذارے گا۔ یہ عہد زریں ہو گا جسے ہم صحیح معنوں میں ست جُگ کہہ سکیں گے۔ ہر شیعہ "اس ست جُگ" کا منتظر ہے اور جب رات کو بستر خواب پر جاتا ہے تو وہ سونے کے پہلے یہ دعا کرتا ہے کہ جب صبح کو میری آنکھ کھلے تو میں اس موعودہ عہدِ زریں میں اپنے کو پاؤں۔

اس عالمی حکومت کے پہلے سربراہ کا نام ہو گا حضرت مہدی آخر الزماں علیہ السلام جن کی تشریف آوری کا شیعہ انتظار کر رہے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے وہ جلد ظاہر ہوں، اور اس فتنہ و فساد کو اور مکر و فریب سے بھری ہوئی دنیا کو، عدل و انصاف اور امن و راحت سے بھر دیں۔

(۷) سورۃ الفتح آیت ۲۸) اللہ نے دین محمدی کو کل ادیان پر غالب کر کے محمد مصطفےٰ کو ختم الرسل اور رحمت اللعالمین بنا کر ہدایت کے لئے دنیا میں بھیجا۔ اس دین نے ہر انسان کو ایک درجہ دیا ہے۔ صرف نیت کی پاکیزگی اور عمل کی برتری اور فرائض انسانی کی موجودگی کو بزرگی کا ارتقاء دیا ہے، اور کُل نسل انسانی کو بلا تفرقہ رنگ و جنس ملک و ملّت کے وحدت کے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے سبھوں کے لئے ایک دن جزا و سزا کا مقرر کیا۔ سبھوں کے لئے ایک قبلہ بنایا، ایک کتاب دی، اور ایک رسولؐ اور ان کے اوصیاءؑ قائم کر کے ان کی اتباع و پیروی کا حکم دے کر ہر انسان کو عمل کے لئے آزاد کر دیا اور میزان امتحان قائم کر دیا۔ عمل کی راہبری کے لئے عقل و فہم اور ادراک کا جوہر دیا۔ اس لئے راہ عمل میں حقیقت کی راہ اختیار کرنا لازم ہے۔ اتباع آباد اجداد کے حصار میں اور اندھی پیروی، برادری اور سوسائٹی یا ملکی پابندی کی قید میں نہ رہنا چاہیئے۔

یہی بشر جو وہ غلط میں بھلا چکا ہے مقام ہستی یہی فرشتوں سے بڑھ کے ہوتا اگر نہ ہوتا غلام ہستی
(محسن)

(۳) مذہب امامیہ رنگ و روپ کے حصار سے اور قوم و ملک کی قید سے الگ ہے، یہ عالمگیر مذہب ہے جو ہر بنی نوع انسان کو دعوت عمل دیتا ہے۔ یہی خدا کا پسندیدہ دین ہے۔ یہی مذہب یقین دلاتا ہے کہ از قاف تا قاف کل بنی نوع انسان ایک مذہب و ملت پر ہو کر رہیں گے۔

(۴) اس مختصر رسالہ میں ناظرین پر اظہر من الشمس کر دیا گیا ہے کہ انبیائے ماسلف اور رشی منی اور نفوس برگزیدہ نے انھیں پنجتن پاک کے توسل سے رضائے الٰہی کو حاصل کیا ہے اور انھیں کی امداد سے معرفت الٰہی سے روشناس ہوئے اور انھیں کے طفیل میں سبھوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور مشکل کشائی ہوئی۔ اس لئے ہر انسان کو لازم ہے کہ ان کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہے، اور ان کی محبت و مودت سے بارگاہ ایزدی میں قربت حاصل کرے، اور اپنی کل عبادتوں کو قابل قبول بنائے۔

العطا اے تاجدار ہل اتیٰ — الحفیظ اے شہسوار لافتیٰ

الاماں اے ضیغم رب العلیٰ — الغیاث اے خسرو خیبر کشا

احقر کونین

سید محمد رضا۔ ۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

مطابق ۱۰ رجب المرجب ۱۳۸۲ھ

ساکن قصبہ و ڈاک خانہ اورنگ آباد سریا ضلع شاہ آباد

(براہ تلوکتو) بہار

(ہندوستان)

پبلشر :- مرزا حمید حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن نخاس لکھنؤ ۳

تاریخ اسلام

ہمارے بزرگوں کو، جو ابتدا ہی سے سیاسی طاقتوں کے ظلم وجور کا نشانہ بنے رہے اس کا موقع ہی کہاں ملا کہ وہ تاریخ اسلام کو اس کے اصلی خدوخال میں دنیا کے سامنے پیش کر سکتے۔ ان کا یہی کارنامہ حیرت انگیز ہے کہ وہ ہمارے لیے عقائد واحکام شرعیہ کو جو "شیعی علم کلام" اور "فقہ جعفری" کی صورت میں ہے، محفوظ کر گئے۔

اس اہم دینی ضرورت کی طرف بھی آپ کے مشن نے توجہ شروع کر دی ہے، اور پہلا حصہ جو ہجرت تک کے حالات پر مشتمل ہے شایع کیا جا چکا ہے۔ امسال دوسرے حصے کی اشاعت پیش نظر ہے، مگر یہ جب ہی ممکن ہے کہ افراد دینی اپنے اس مشن کی توسیع ممبری اور عطایا کے ذریعے امداد فرما کر عنداللہ وعندالرسولؐ ماجور ہوں۔

الداعی الی الخیر

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳

حسینی فنڈ

امامیہ مشن لکھنؤ

اس فنڈ کے معطیان کو انکی رقم عطیہ سے بعد منہائی اخراجات ڈاک دوگنی قیمت کے رسائل واقعۂ کربلا سے متعلق اردو، ہندی یا انگریزی جس زبان میں مطلوب ہوں محرم سے قبل ہی بذریعۂ ریلوے پارسل یا رجسٹرڈ پوسٹ سے ارسال کر دیے جاتے ہیں اور وہ خود بھی اپنے یہاں روز عاشورہ، اس لٹریچر کو برادران وطن میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور اس طرح ہمارے وطنی بھائی بھی کربلا کی عظیم قربانیوں اور اس کے پس منظر سے باخبر ہو کر اسلام حقیقی سے متعارف ہو رہے ہیں۔

تمام برادران ایمانی کا فریضہ ہے کہ اس اہم دینی مقصد کے سلسلے میں اپنے اس مشن کی ہر ممکن امداد سے دریغ نہ کریں اور حسینی فنڈ میں اپنے گراں قدر عطایا سے امداد فرما کر عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہوں۔ اس فنڈ میں چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ ۳